UNIVERSAL
LIBRARY
OU_224906
UNIVERSAL
LIBRARY

وقضى ربك ان لا تعبدوا الا اياه وبالوالدين احسانا

بفضل الله العظیم وکرمه العمیم قد انطبع هذا الکتاب الفخیم اعنی

استخرج هذا الدرّ الغرر من بحور افکاره الاباهر من هو عارف معارف النصوص والآثار واقف مواقف الاحادیث [illegible]

الدرّ الیتیم فی ایمان آباء النبیّ الکریم

معه ترجمة الهندیه

من خلفه الذکی اللبیب والحری الاریب ذی المجد الاثیل والفضل الجلیل خلف سلف الاثر

المولوی محمد تقی حیدر لازالت لوامع علومه مشرقة کاشراق الازهر

تحت ادارة صاحب الصدق والیقین المولوی محمد وسیم الدین رزقه الله قسطا جزیلا من فیوضه المبین

فی المطبع المیمونیه بریاست رامپور المحمیة

تعداد جلد ۳۰۰ — قیمت فی جلد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سبحان من جعل رسوله صلی الله علیه
وسلم واسطة العقد بین مدارج الوجوب
ومدارك الامکان مرج البحرین یلتقیان
بینهما برزخ لا یبغیان واوجد الکاینات
له وهداهم لاجله واعطاه ما لم یعط احدًا
من قبله ارسله الی الناس کافة بشیرًا
ونذیرًا وداعیًا الی الله باذنه وسراجًا منیرًا
والصلوة والسلام علی من عاداته العبادات
والعبادات له عادات لطیفة قلبه بیت الله
بل الحق انه ادون من الله واعلی مما سوی
الله وعلی اله الامناء واصحابه العظماء۔
وبعد۔ فما زلت مشغوفًا وولهان بان

پاک ہے وہ ذات جسنے اپنے رسول صلعم کو وجوب اور امکان
مین واسطہ بنایا دو دریا جاری کیے جو آپس مین ملتے ہین
اور اون مین ایک برزخ ہے جو اونکو بڑہنے نہین دیتی اور
کاینات کو آپکے لیے موجود کیا اور آپ ہی کے سبب سے
اونکو ہدایت کی اور آپکو وہ دیا جو آپ سے پہلے کسی کو
نہین دیا اور آپکو سب کی طرف ڈرانے اور بشارت دینے والا
اور خدا کی طرف بلانے والا اور چراغ روشن بنا کر بھیجا۔
اور درود وسلام آپ پر کہ آپکی عادتین عبادت اور
عبادتین عادت ہین آپ کا لطیفہ قلب بیت اللہ ہے
بلکہ سچ یہ ہے کہ آپ اللہ سے کم اور ماسوے اللہ سے
اعلے ہین اور آپ کی اولاد امین اور اصحاب عظیم پر۔
اما بعد۔ مجکو ہمیشہ سے اس بات کا ذوق وشوق تہا

احرر في ايمان اباء رسول الانس والجان
واقره باية محكمة ونص منصوصة سيما لما
شرفني الله بامعان النظر في تفسير هذه
الاية الكريمة وقضى ربك ان لا تعبدوا
الا اياه وبالوالدين احسانا وقل رب ارحمهما
ازدادت لي شوقا من حسن تلك السوق
فخلجت ببالي ان منيتي فيه مشكورة واو
فيه مستورة حتى ليسر الله لي تحرير تلك المباني
الاقدسية وتقرير تلك المعاني القدسية
فيا ايها الناظر ما ظنك بهذا الظاهر الباهر
هذه لتسويد سديد وجيد جديد لمن
كان له قلب او القى السمع وهو شهيد
لحظات سرقناها من ايادي الدهور
والازمان وسمحات تنبهناها من مجالي
افكار ذوي العرفان كتاب فضله على سائر
الكتب العميم لان اسمه در اليتيم
في ايمان اباء النبي الكريم فها
انا اشرع في المقصود متوجها على مقدمة
وفصول وخاتمة۔

کہ مین ایمان ابوین آنحضرت صلعم مین کچھ لکھون اور اوسے
آیت محکم ونص قطعی سے مضبوط کرون خصوصًا جب
اللہ تعالی نے مجکو اس آیۂ کریمہ مین غور کرنے کا
شرف دیا کہ اللہ نے حکم دیا کہ سوا اوسکے کسی کی عبادت
نہ کرو اور مان باپ سے احسان کرو اور کہو کہ ای پروردگار
اونپر رحم کر۔ تو اسے دیکھکر میرا شوق اور بڑھ گیا میرے
دل مین آیا کہ میرا مقصود اس آیت مین پوشیدہ اور
میری کوشش اس امر مین مشکور ہے۔ آخر اللہ نے ان معانی
اقدس ومطالب مقدس کا لکھنا وبیان کرنا مجپر آسان
کر دیا لہذا اے ناظر تیرا اس عمدہ رسالہ کی بابت کیا
خیال ہے یہ اونکے لیے جنکو قلب اور گوش شنوا دیے گئے
ہون قوی تحریر وچست سند ہے اسے چند گہڑیون مین
مین نے صاحبان عرفان کے افکار سے جمع کیا
اور یہ کتاب ایسی ہے جو تمام عام کتابون سے اسلیے
بزرگ ہے کہ اس کا نام دُر الیتیم فی ایمان
آباء النبی الکریم ہے اب مین اسے
ایک مقدمہ اور چند فصلون اور ایک خاتمہ
پر مرتب کرکے مقصد بیان کرنا شروع کرتا
ہون۔

امّا المقدمة ففی نسبه الطاهر وحسبه الظاهر فهو سید الاولین والاٰخرین وخاتم النبیین والمرسلین محمد ابن عبد اللّٰہ کما فی الحدیث عن انس انا محمد بن عبد اللّٰہ بن عبد المطلب بن ھاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوی بن غالب بن فھر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان الحدیث ۔ وکم اب قد علی بابن ذی شرف ٭ کما علت برسول اللّٰہ عدنان ۔ الی ھھنا مجمع علیہ وفی ما فوق ذلک الی آدم خلاف لا نتجاوز عنہ قال ابن دحیۃ اجمع العلماء علی ان رسول اللّٰہ صلعم انما انتسب الی عدنان ولم یتجاوز عنہ وعن ابن عباس انہ صلعم کان اذا انتسب لم یجاوز عن معد بن عدنان ثم یمسک ویقول کذب النسابون مرتین او ثلثا رواہ فی مسند الفردوس لکن قال السھیلی الاصح فی ھذا الحدیث انہ من قول ابن مسعود وقال

مقدمہ آپکے نسب طاہر وحسب ظاہر کے بیان میں

آپ سید اولین وآخرین وخاتم النبیین والمرسلین محمد بن عبد اللہ ہین چنانچہ حدیث مین حضرت انس سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ مین محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خذیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان ہون ۔ اور کون باپ بیٹے کی بزرگی سے ایسا بزرگ ہوا جیسے عدنان رسول اللہ صلعم کی وجہ سے بزرگ ہوے یہان تک نسب متفق علیہ ہے اسکے اوپر تا حضرت آدمؑ اختلاف ہے ہم اوس سے آگے نہین بڑھتے ۔ ابن دحیہ نے کہا ہے کہ علما نے اسپر اتفاق کیا ہے کہ آنحضرت صلعم نے اپنا نسب عدنان تک بیان کیا اور اس سے آگے نہین بڑہے اور حضرت ابن عباس سے مروی ہی کہ آنحضرت صلعم جب اپنا نسب بیان فرماتے تہی تو معد بن عدنان پر رک جاتی اور دو تین بار فرماتے تہی کہ نسب بیان کرنیوالے جھوٹ بولے یہ حدیث مسند الفردوس مین ہی لیکن سہیلی کے نزدیک صحیح یہ ہی کہ یہ ابن مسعود کا قول ہے

غيره كان ابن مسعود اذا قرء قوله تعالى
الم يأتكم[1] نبأء الذين من قبلكم قوم نوح وعاد
وثمود والذين من بعدهم لا يعلمهم الا الله
قال كذب النسابون يعني انهم يدعون علم
الانساب ونفى الله تعالى علمها عن العباد
وروى عن ابن عمر انه قال انما ننتسب الى
عدنان ومافوق ذلك لاندري ماهو
وعن ابن عباس ان بين عدنان واسمعيل
ثلثون ابا لا يعرفون وقال عروه بن الزبير
ماوجدنا احدا يعرف بعد معد بن عدنان
وكلام حافظ اليعمري وابن حجر العسقلاني
والقسطلاني وغيرهم صريح في ان من عدنان
الى اسمعيل ومن ابراهيم الى ادم خلاف
ثم اختلف في كراهة رفع النسب من عدنان
الى ادم فذهب ابن اسحق وابن جرير وغيرهما
الى جوازه وعليه البخاري وغيره من العلماء
وذهب جمع من اهل العلم الى كراهة ذلك
منهم مالك فانه لما سئل عن الرجل يرفع

اور غیر سہیلی نے کہا کہ جب ابن مسعود آیۃ الم یأتکم نبأء
الذین الخ پڑھتے تھے تو کہتے تھے کہ نسب بیان کرنیوالے
جھوٹ بولے یعنی وہ لوگ علم انساب کا دعوی کرتے ہین حالانکہ
اللہ نے بندون سے اس علم کی نفی کی حضرت عمر سے
مروی ہے وہ کہتے تھے کہ ہم عدنان تک انتساب
کرتے ہین اور اسکے اوپر نہین جانتے کہ کیا ہے۔
حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ عدنان و اسمعیل کے
درمیان تیس ۳۰ واسطے ہین جنکے نام نہین معلوم اور عروہ
بن زبیر نے کہا کہ مین نے ایسا کسی کو نہین پایا جو عدنان
کے بعد جانتا ہو۔ حافظ یعمری و ابن حجر عسقلانی و قسطلانی
وغیرہ کا قول صریح یہ ہے کہ عدنان سے حضرت اسمعیل
اور حضرت ابرہیم سے حضرت آدم تک اختلاف ہے
پھر عدنان سے حضرت آدم تک نسب بیان کرنے
کی کراہت مین اختلاف کیا ہے ابن اسحاق و ابن
جریر وغیرہ اسکے جواز کی طرف گئے ہین اور اسی پر بخاری
اور اور علما ہین اور بعض علماء اسکے مکروہ ہونے کی طرف
گئے ہین اونہین مین مالک بھی ہین چنانچہ اون سے
جب یہ پوچھا گیا کہ ایک شخص اپنا نسب حضرت

[1] کیا تمکو خبر نہین اون لوگونکی جو تم سے پہلے تھے قوم نوح و عاد اور ثمود اور وہ لوگ جو اونکے بعد تھے اونکی گنتی سوای خدا کے کوئی نہین جانتا ۱۲

نسبه الی آدم فکره ذلک وقال من یخبره به
وقد وردت آثار تفید منع رفع النسب من
عدنان الی آدم منها ما ورد عنه صلعم انه
قال لا نجاوز عن معد ابن عدنان قال
ابو الفدیٰ وسبب الاختلاف فیما بین عدنان
وآدم ان قدماء العرب لم یکونوا اصحاب
کتب یرجعون الیها وانما کانوا یرفعون الی
حفظ بعضهم من حفظ بعض وقال ابن خلدون
ولعل الخلاف انما جاء من قبل اللغة لان
الاسماء ترجمت من العبرانیة انتهیٰ وقال
ابن الجوزی ان الیهود اختلفوا اختلافاً
متفاوتاً فیما بین آدم والنوح وفیما بین الانبیاء
من السنین وهذا هو سبب الاختلاف وقال
ابن خلدون ان الآباء بینه وبین اسمٰعیل
غیر معروفة وتنقلب فی غالب الامر مختلطة
مختلفة بالقلة والکثرة فی العدد فاما نسبته
الیه فصحیحة فی الغالب انتهیٰ وفی سبائک
الذهب لابی الفوز محمد بن امین السویدی
البغدادی وقد انتسب صلعم الی عدنان

آدم تک بیان کرتا ہے تو اونکو برا معلوم ہوا کہنے لگے
کہ اوسکو اسکی خبر کس نے دی اور بیشک ایسی حدیثین
وارد ہین جو عدنان سے حضرت آدم تک نسب
ملانے کو منع کرتی ہین اون مین سے یہ حدیث ہی
کہ آپ نے فرمایا کہ معد بن عدنان سے آگے نہ بڑھو
ابو الفدیٰ نے کہا کہ اس اختلاف کا سبب یہ ہے
کہ اگلے عرب لکھے پڑہے نہین ہوتے تھے بلکہ بعض
بعض سے سنکر یاد کر لیتے تھے ابن خلدون نے کہا
کہ شاید اختلاف لغوی ہو اس لیے کہ عبرانی زبان سے
نام ترجمہ کیے گئے ہین انتہیٰ ابن جوزی نے کہا کہ
یہود نے حضرت آدم و نوح کے درمیان بڑا اختلاف
کیا ہے اور انبیاء علیہم السلام کے سنون مین بہی
اور یہی سبب اختلاف ہے اور ابن خلدون نے کہا کہ
عدنان اور حضرت اسمٰعیل کے درمیان ہین جو واسطے ہین
وہ مشہور نہین اور اکثر اوقات گڑبڑ اور مختلف ہو کر
گھٹ بڑھ جاتے ہین لیکن حضرت اسمٰعیل کی طرف
اونکی نسبت غالباً صحیح ہے انتہیٰ۔ سبائک الذہب مولفہ
ابی الفوز محمد بن امین سویدی بغدادی مین ہے
کہ رسول اللہ صلعم نے عدنان تک انتساب کیا ہے

هذا كما روى ذلك البيهقي وابن عساكر عن
انس وهو المتفق عليه بين النسابين واما
النسب من عدنان الى ادم فقد وقع الاختلاف
فيه قال الحافظ شرف الدين الدمياطي
من بعد ان ساق هذا النسب هكذا ساقه
ابو علي محمد بن اسعد ابن علي النسابه
وقال هذه اصح الطرق واحسنها واوضحها
وهي رواية شيوخنا في النسب انتهى
فالذي ينبغي لنا الاعراض عما فوق عدنان
لما فيه من التخليط والتغيير للالفاظ مع
قلة الفائدة كما في المواهب اللدنية وقال
بعض المحدثين بل فيه احتمال الغلط
فينسبه الى غير ابيه فيقع في الكذب كما
يفهم من الحديث بل يجر الى الشتم لان
نسبة المرء الى غير ابيه شتم وتغيير له بل يلزم
منه القذف والله اعلم اقول المراد من
نفي علمهم نفي العلم التفصيلي باسمائهم
وهو لا ينافي علمها اجمالا وعلم احكامهم فانا
نعلم ان اباء النبي صلعم الى ادم كلهم مسلمون

جیسا کہ بیہقی و ابن عساکر نے حضرت انس سے روایت
کی اور یہ نسابین مین متفق علیہ ہے لیکن عدنان سے
حضرت آدم تک نسب مین البتہ اختلاف ہے حافظ
شرف الدین دمیاطی نے بعد بیان النسب کے کہا کہ
اسی طرح سے اسے ابو علی محمد بن اسعد ابن علی نسابہ نے
بیان کرکے کہا کہ یہ سب سے زیادہ صحیح و بہتر ہے اور
نسب مین ہمارے شیوخ کی یہی روایت ہے انتہی۔
لہذا بہتر یہ ہے کہ ہم عدنان سے آگے نہ بڑہین کیونکہ
اوسمین باوجود کمی فائدہ الفاظ بدلے اور ملے ہوے ہین
جیسا کہ مواہب لدنیہ مین ہے اور بعض محدثین نے کہا
کہ اسمین غلطی کا احتمال ہے کہ غیر باپ کی طرف منسوب
کرکے جھوٹ مین پڑجاے جیسا کہ حدیث سے معلوم
ہوتا ہے بلکہ منجر بشتم ہو جاتا ہے کیونکہ مرد کو اوسکے باپ کے
علاوہ کسی اور سے منسوب کرنا شتم و تغییر ہے اور اس سے
قذف لازم آتی ہے واللہ اعلم۔ مین کہتا ہون کہ مراد
اونکی نفی علم سے اونکے اسماکے علم تفصیلی کی نفی ہے جو
اوسکے علم اجمالی اور اونکے علم احکام کی منافی نہین
کیونکہ ہم جانتے ہین کہ آنحضرت صلعم کے آباء واجداد
حضرت آدم تک سب مسلمان تھے جیسا کہ بیان

كما ياتي وان لم نعلم اسمائهم وهذا السلسلة الشريفة العالية ذات العزة والكرامة والشرف والجلالة والنبوة والرسالة خيرة خلق الله وصفوة عباد الله طهرهم وزكاهم ونزهم وذلك لسيد الاولين والاخرين صلى الله عليه وزاده شرفا لديه۔

الفصل الاول۔ قوله تعالى وقضى ربك ان لا تعبدوا الا اياه وبالوالدين احسانا اما يبلغن عندك الكبر احدهما او كلاهما فلا تقل لهما اف ولا تنهرهما وقل لهما قولا كريما واخفض لهما جناح الذل من الرحمة وقل رب ارحمهما كما ربياني صغيرا[1] في الدر المنثور اخرج ابن جرير وابن المنذر من طريق علي ابن ابي طلحة عن ابن عباس في قوله وقضى ربك قال امر واخرج ابن المنذر عن مجاهد في قوله تعالى وقضى ربك ان لا تعبدوا الا اياه قال عهد ربك ان لا تعبدوا

ہوگا اگرچہ ہمکو اون سب کے نام نہ معلوم ہون۔ اور یہ سلسلہ شریفہ عالیہ معزز ومکرم وصاحب شرف وجلالت ونبوت ورسالت ہے تمام مخلوق سے بہتر اور بندگان حق مین سب کا خلاصہ ہے اللہ تعالی ذاتکو سید الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے برگزیدہ ومقدس کیا اور آپ ہی کی وجہ سے اونکی زیادہ بزرگی کی

فصل اول۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے کہ وقضی ربک الخ درمنثور مین ہے کہ ابن جریر وابن منذر نے بطریق علی ابن ابی طلحہ سے اونہون نے حضرت ابن عباس سے وقضی ربک کے متعلق یہ روایت کی کہ اس کے معنی آمر کے ہین اور ابن منذر نے مجاہد سے اسی آیت کے متعلق یہ روایت کی کہ اونہون نے کہا کہ تیرے پروردگار نے اس کا عہد لیا کہ بجز اوس کے اور کسی کی عبادت نہ کراو ابن ابی حاتم نے حسن سے وبالوالدین احسانا مین روایت کی کہ احسان بمعنی نیکی ہے مین کہتا ہون

[1] اور حکم دیا تیرے پروردگار نے کہ بجز اوسکے کسی کی عبادت نہ کرو اور ماں باپ سے بھلائی کرو اگر وہ تمہارے سامنے بوڑھے ہو جائین ایک یا دونون تو اونہہ نہ کرو اور نہ اون کو جھڑکو اور اون سے ادب سے بات کرو اور اون کے سامنے اپنا سر عاجزی سے جھکا دو اور کہو اے پروردگار ان دونون پر رحم کر جس طرح انہون نے بچپن مین مجکو پالا ۱۲

الا ایاه واخرج ابن ابی حاتم عن الحسن فی
قوله وبالوالدین احسانا یقول برًّا - اقول
هذه الایة ظاهرة مفسرة منصوصة فی
اسلام والدی رسول الله الی آدم اما قولی
ظاهرة فلان الظاهر ما ظهر المراد منه بنفس
الصیغة کذا فی الحسامی وهو تعالی امره صلعم
حقیقة بالاحسان الی الوالدین وبالدعاء بالرحمة
لهما وهو ظاهر لفظ الایة بلا اخفاء فان قیل
قد اختلف فی اسلام والدی صلعم اخذ اما
قیل ان بعض الایات والاحادیث تقتضی
عدم اسلامهما فکیف تنفی الظاهر علی حقیقته
اقول من قال بکفرهما فلا یعباء بقوله لان
عبارة هذه الایة تدل بنفسها علی اسلامهما
فمن قال ذلک بمجرد الاحتمال فلا یسمع حتی
یورد الدلیل کما هو قاعدة الاصول من ان
الظاهر توجب الحکم قطعًا والدلائل اللتی
ذکروها مجروحة مردودة - منها ایة ولا
تسئل عن اصحاب الجحیم قالوا انها نزلت
فی والده صلعم ففی الدر المنثور اخرج وکیع وسفیان

کہ یہ آیت آنحضرت صلعم کے والدین اور حضرت آدم
تک کے اسلام کے لیے مفسر و منصوص ہے -
لیکن میرا قول ظاهرة اسلیے ہے کہ ظاہر وہ ہے
جس سے بنفس صیغہ مراد ظاہر ہو جیسا کہ حسامی مین ہے
اور اللہ تعالی نے آنحضرت صلعم کو والدین کے ساتھ احسان
اور اونکے لیے دعاے رحمت کرنیکا حقیقتًا حکم دیا اور
یہ لفظ آیت سے صاف ظاہر ہے اگر یہ کہا جاے کہ
آنحضرت صلعم کے والدین کے اسلام مین بعض آیات
واحادیث کو جو اونکی عدم اسلام کی مقتضی ہین لیکر اختلاف
کیا گیا ہے پہر ظاہر لفظ اپنی حقیقی معنی پر کیسی دلالت کریگا تو
مین کہتا ہون کہ اونکے قائل کفر کا قول نہ مانا جائیگا کیونکہ
اس آیت کی عبارت بذاتہا اونکے اسلام پر دلالت
کرتی ہے لہذا جو کوئی بمجرد احتمال یہ کہے گا تو اوسکا
قول حسب قاعدہ اصولی تاوقتیکہ وہ کوئی دلیل
نہ لاے نہ سُنا جائیگا کیونکہ ظاہر حکم کو قطعًا واجب کرتا ہے
اور جو دلائل اونہون نے بیان کیے ہین وہ مجروح
و مردود ہین - اونہین دلائل مین سے آیت ولا
تسئل عن اصحاب الجحیم ہے کہتے ہین کہ
یہ آنحضرت صلعم کے والد کے حق مین اوتری درمنثور مین ہے کہ وکیع و سفیان

ابن عیینه وعبد الرزاق وعبید بن حمید وابن
جریر وابن منذر عن محمد بن کعب القرظی قال
قال رسول الله صلعم لیت شعری ما فعل
ابوای فنزل انا ارسلناك بالحق بشیرا ونذیرا
ولا تسئل عن اصحاب الجحیم فما ذکرهما حتی توفاه
الله قلت هذا مرسل ضعیف الاسناد انتهی
واخرج ابن جریر عن داؤد عن ابن ابی عاصم
ان النبی صلعم قال ذات یوم این ابوای فنزلت
قلت والاخر معضل الاسناد ضعیف لا یقوم
ولا بالذی قبله حجة انتهی ما فی الدرر
ومنها آیه له ما کان للنبی والذین آمنوا ان
یستغفروا للمشرکین ولو کانوا اولی القربی من بعد
ما تبین لهم انهم اصحاب الجحیم نزلت فی والدیه
ففی الدر المنثور اخرج ابن ابی حاتم والحاکم وابن
مردویه والبیهقی فی الدلائل عن ابن مسعود
قال خرج رسول الله صلعم یوما الی المقابر فاتبعناه
فجاء حتی جلس الی قبر منهما فناجاه طویلا
ثم بکی فبکینا لبکائه ثم قام فقام الیه عمر فدعاه

ابن عیینه وعبد الرزاق وعبید بن حمید وابن جریر
وابن منذر نے محمد بن کعب قرظی سے روایت کی
کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ نہ معلوم میرے ماں باپ کے
ساتھ کیا ہوا اوسوقت آیت انا ارسلناك بالحق الخ
اوتری پہر آپنے اونکو مدۃ العمر یاد نہ فرمایا - مین کہتا ہون
یہ حدیث مرسل ضعیف الاسناد ہے اور ابن جریر نے
داؤد سے اونہون نے ابن ابی عاصم سے روایت کی
کہ نبی صلعم نے ایک روز فرمایا کہ میرے ماں باپ کہاں ہین
تب یہ آیت اوتری میری نزدیک دوسری حدیث معضل الاسناد
ضعیف ہی اس سے یا اس سے قبل والی حدیث سے
کوئی حجت قائم نہین ہوسکتی انتہی ما فی الدرر - اور
اونہین دلائل مین سے یہ آیتہ ہے کہ ما کان للنبی الخ
آپکے والدین کے حق مین اوتری درمنثور مین ہی کہ ابن
ابی حاتم وحاکم وابن مردویہ وبیہقی نے دلائل مین ابن مسعود سے
روایت کیا کہ آنحضرت صلعم ایک روز قبرستان کی طرف تشریف
لیگئے ہم بہی آپکے پیچھے گئے آپ جاکر ایک قبر کے قریب بیٹھ گئے
اور دیر تک مناجات کی پہر روئے ہم بہی روئے پہر آپ کہڑے
ہوئے اور حضرت عمر کہڑے ہوکر آپکے قریب گئے آپنے پہلے انکو

له نبی اور مسلمانوں کو یہ اختیار نہین ہی کہ مشرکین کے لیے مغفرت چاہین بعد اسکے کہ اونہین ظاہر ہو چکا کہ وہ دوزخی ہین اور اگرچہ وہ انکی قرابتدار ہون ۱۲

ثم دعانا فقال ما ابکاکم قلنا بکینا لبکائك قال
ان القبر الذی جلست عنده قبر امی امنة
وانی استاذنت ربی فی زیارتها فاذن لی وانی
استاذنت ربی فی الاستغفار لها فلم یاذن لی
وانزل علیّ ما کان للنبی والذین امنوا ان یستغفروا
للمشرکین ولو کانوا اولی قربی فاخذنی ما یاخذ
الولد للوالدة من الرقة فذلك الذی ابکانی
ومنها ما اخرج ابن مردویه عن بریدة قال کنت
مع النبی صلعم اذا وقف علی عسفان فنظر یمینا
وشمالا فابصر قبر امه امنة ورد الماء فتوضا
ثم صلی رکعتین ودعا فلم یفجانا الا وقد علا بکاءه
فعلا بکاءنا لبکائه ثم انصرف الینا فقال ما الذی
ابکاکم قالوا ابکیت فبکینا یا رسول الله قال وما
ظننتم قالوا ظننا ان العذاب نازل علینا بما
نعمل قال لم یکن من ذلك شئ قالوا فظننا ان
امتك کلفت من الاعمال ما لا یطیقون فرحمتها
قال لم یکن من ذلك شئ ولکن مررت بقبر امی
امنة فصلیت رکعتین فاستاذنت ربی ان
استغفر لها فزجرت زجرا فعلا بکای ثم دعا براحلة

پہر ہم سکو بلا کر پوچہا کہ تم کیون روئی ہمنے کہا کہ ہم آپکو روتا
دیکہکر روئی آپنے فرمایا کہ مین جس قبر کی پاس بیٹہا تہا وہ میری مان
آمنہ کی قبر تہی مین نے پروردگار سے اوسکی زیارت کی اجازت
مانگی تو مجکو اجازت ملی پہر جب اونکی لیے استغفار کی اجازت
مانگی تو نہ ملی اور یہ آیت اوتری کہ ما کان للنبی الخ لہذا
مان کی تکلیف سے جیسا رنج اولاد کو ہوتا ہے مجکو بہی ہوا
اسی لیے مین رویا - اور ابو نعیم دلائل مین سے یہ حدیث ہے
جو ابن مردویہ نے بریدہ سے روایت کی کہ مین عسفان مین آنحضرت صلعم
کی ساتہ تہا آپنے وہان ٹہر کر داہنے بائین دیکہا تو آپکو اپنی والدہ
آمنہ کی قبر دکہائی دی آپنے پانی منگا کر وضو کیا پہر دو رکعتین
پڑہکر دعا مانگی تو ہم اوس وقت چونکی جب آپکی رونیکی آواز بلند ہوئی
تب ہم بہی رونے لگے آپنے ہم سے پوچہا کہ تم کیون روئی ہم نے کہا
کہ یا رسول اللہ آپ روئی ہم بہی روئی آپنے فرمایا کہ تم کیا سمجہے
عرض کیا کہ سمجہے کہ عذاب آلہی ہمپر بوجہ ہماری اعمال کی نازل ہے
آپنے فرمایا کہ یہ بات نہین تہی سب نے کہا کہ پہر شاید آپکی امت کو
اعمال خارج از طاقت کی تکلیف دیگئی ہے جسپر آپکو رحم آیا ہے
آپنے فرمایا کہ یہ بہی نہین بلکہ مین اپنی والدہ آمنہ کی قبر پر
گذرا اور دو رکعت نماز پڑہکر خدا سے اونکی لیے اجازت استغفار
چاہی تو جہڑکا گیا اسلیے وہ مین میری آواز بلند ہوگئی پہر سوار ہوئی

فركبها فما سار الا هنية حتى قامت الناقة لثقل
الوحي فانزل الله ما كان للنبي والذين امنوا ان
يستغفروا للمشركين الايتين. منها ما اخرج ابن
المنذر والطبراني والحاكم وصححه وتعقبه الذهبي
عن ابن مسعود قال جاء ابنا مليكة وهما من
الانصار فقالا يا رسول الله ان امنا كانت تحفظ
على البعل وتكرم الضيف وقد ماتت في الجاهلية
فاين امنا قال امكما في النار فقاما وقد شق
ذلك عليهما فدعاهما رسول الله صلعم فرجعا
فقال الا ان امي مع امكما فقال منافق من الناس
وما يغني هذا عن امه الا ما يغني ابنا مليكة
عن امهما ونحن نطأ عقبيه فقال شاب من
الانصار منه يا رسول الله واين ابواك فقال
رسول الله صلعم ما سألتهما ربي فيعطيني منهما
وفي لفظ فيطعمني فيهما واني لقائم يومئذ المقام
المحمود الحديث انتهى ما في الدرر. ومنها
ما روى مسلم من طريق حماد ابن سلمة عن ثابت
عن انس ان رجلا قال يا رسول الله صلعم اين
ابي قال في النار فلما قفى دعاه قال ان ابي واباك

منگا کر سوار ہوئی اور آہستہ چلی یہانتک کہ ناقہ وحی کی گرانی
سے ٹھہر گیا تب یہ آیۃ اوتری کہ ما کان للنبی الخ۔ اور
اونہین دلائل مین سے یہ حدیث ہے جو ابن منذر و طبرانی
و حاکم نے صحیح سمجھکر روایت کی اور ذہبی نے اوسکا تعقب کیا
حضرت ابن مسعود سے اونہون نے کہا کہ ملیکہ کے بیٹے جو انصاری
تھے آئے اور کہنے لگے کہ یا رسول اللہ ہماری ماں شوہر کی حفاظت
اور مہمان کی مہمانداری کرتی تھی اور وہ جاہلیت مین مر گئی
تو اب وہ کہاں ہے آپنے فرمایا کہ دوزخ مین وہ اوٹھہ کھڑے ہوے
اور اونکو یہ ناگوار ہوا پھر اونکو رسول اللہ صلعم نے بلایا وہ آئے تو
فرمایا کہ میری ماں بھی تمہاری ماں کے ساتھ ہے تب ایک
منافق نے کہا کہ کیا یہ بھی (آنحضرت صلعم) اوسی قدر اپنی
والدہ کے کام آئے جسقدر ملیکہ کے بیٹے اپنی ماں کے اور ہم ان کے
(آنحضرت صلعم کے) پیچھے تھے پھر ایک جوان انصاری نے کہا کہ یا رسول اللہ
اور آپکے والدین کہاں ہیں آنحضرت نے فرمایا کہ اونکے لیے جو کچھ خدا سے
مانگونگا وہ مجکو دیگا (اور ایک روایت مین لفظ فیطعمنی ہے)
اور مین بیشک اوس روز مقام محمود مین کھڑا ہونگا انتہی ما فی الدرر
اور اونہین دلائل سے یہ حدیث ہے جو مسلم نے طریق حماد ابن سلمہ سے
اور اونہون نے ثابت اونہون نے انس سے روایت کی کہ ایک شخص نے
کہا کہ یا رسول اللہ میرا باپ کہاں ہے فرمایا کہ دوزخ مین جب وہ لوٹا

فی النار - قلت اما قولهم ان اٰیة ولا تسئل الخ نزلت
فی والدیه فمردود بابطال الاحتجاج بالحدیثین
الواردین فی ذلك کما قال السیوطی فی الدر
فی الحدیث الاول منهما قلت هذا مرسل ضعیف
الاسناد وقال فی الثانی منهما قلت والاٰخر معضل
الاسناد ضعیف لا تقوم به ولا بالذی قبله حجة
انتهی کلامه وقال هو ایضاً فی حاشیته علی البیضاوی
عند تفسیر هذه الاٰیة قوله یعنی البیضاوی نهی
رسول اللّٰه صلعم عن حال ابویه قال الشیخ ولی الدین
العراقی لم اقف علیه فی حدیث - اقول ونعما
فعل فانه لم یرد فی ذلك الا اثر معضل ضعیف
الاسناد فلا یعول علیه والذی یقطع به ان الاٰیة
فی کفار اهل الکتاب کالاٰیات السابقة علیها
والتالیة لها وقرر ذلك بابلغ تقریر فی مسالك
الحنفاء فی والدی المصطفی وقال الشیخ الشبراملسی
فی حاشیة المواهب فی مبحث ایمان ابویه صلعم
عند ذکر حدیث لیت شعری ثم رایت فی مسالك
الحنفاء للجلال الدین السیوطی ان حدیث
لیت شعری ما فعل ابوای فنزلت الاٰیة لم یخرج

تو پھر اوسکو بلا کر فرمایا کہ میرا اور تیرا باپ دوزخ مین ہی مگر میرے
نزدیک اونکا قول کہ آیہ ولا تسئل الخ والدین آنحضرت کے حق
مین اوتری یہ مردود ہی ایسی کہ دونون حدیثین جنسی حجت لائی گئی ہی
باطل ہی جیسا کہ سیوطی نی درمنثور مین متعلق حدیث اول کہا کہ
میری نزدیک یہ مرسل ضعیف الاسناد ہی اور دوسری کی متعلق کہا
کہ یہ معضل الاسناد ضعیف ہی اس سی یا اس سی پہلی والی حدیث سے
کوئی حجت نہین قائم ہو سکتی کلام سیوطی تمام ہوا اور انہین نی اپنے
حاشیہ بیضاوی مین اس آیہ کی تفسیر مین کہا کہ بیضاوی کا
یہ قول کہ آنحضرت صلعم اپنی والدین کی حال سے روکے گئی تو شیخ ولی الدین
عراقی نی کہا کہ مین نہین جانتا کہ یہ کون حدیث ہی مین کہتا ہون
کہ کیا خوب کیا ہی کیونکہ اسکی متعلق کوئی حدیث بجز حدیث معضل
ضعیف الاسناد کی مروی نہین پس اسکا اعتبار نہین اور جس سے
بات قطعی ہوتی ہی وہ یہ ہی کہ یہ آیہ آیات سابقہ اور بعد والی آیات
کی طرح کفار اہل کتاب کی حق مین ہی اور اسکی متعلق نہایت بلیغ
تقریر مسالک الحنفاء فی والدی المصطفے مین کی گئی اور شیخ
شبراملسی نی حاشیہ مواہب مین مبحث ایمان والدین آنحضرت صلعم مین
حدیث لیت شعری کی ذکر مین کہا ہی کہ پھر مین نی مسالک
الحنفاء مصنفہ جلال الدین سیوطی مین دیکھا کہ حدیث لیت
شعری الخ یہ کسی معتمد حدیث کی کتاب مین نہین نکلی

فی شئ من کتب الحدیث المعتمدة وانما ذکرہ فی
بعض التفاسیر بسند منقطع لا یحتج بہ ولا یعول
علیہ ثم ان ھذا مردود بوجوہ اخر من جملة الاصول
والبلاغة واسرار البیان انتھی ما ذکر فی الحاشیة
وفی رسالة عبد الحلیم ابن حاتم بن عمر بن اسحاق
بن فرید بن رکن الدین ابن مبارک فی بیان
اسلام ابوی النبی صلعم قال وحدیث یا لیت
شعری لم یخرج فی شئ من کتب الحدیث مع انہ
معارض لما اخرجہ ابن الجوزی من حدیث
علی مرفوعا ھبط جبرئیل علی فقال ان اللہ یقرئک
السلام ویقول انی حرمت النار علی صلب انزلک
وبطن حملک وحجر کفلک انتھی واما قولھم ان آیة
ما کان للنبی الخ نزلت فی حق ابویہ فمردود بانھا
نزلت فی حق المشرکین وسبب نزولھا ان النبی صلعم
کان یستغفر لعمہ ابی طالب وان بعض الصحابة
کان یستغفر لوالدیہ وھما مشرکان اخرج البخاری
ومسلم واحمد بن ابی شیبة والنسای وابن
جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم وابو الشیخ
وابن مردویہ والبیھقی فی الدلائل عن سعید

بلکہ اسکو بعض تفسیرون مین بسند منقطع ذکر کیا ہی جس سے کوئی
حجت لائی جا سکتی اور نہ اوسپر خیال ہو سکتا ہی علاوہ برین
یہ کئی وجہون سی منجملہ اصول و بلاغت و اسرار بیان مردود
ہی مضمون مذکورہ حاشیہ ختم ہوا رسالہ عبد الحلیم بن حاتم
بن عمر بن اسحاق بن فرید بن رکن الدین ابن مبارک مین
جو بیان اسلام والدین آنحضرت صلعم مین ہی لکھا ہی کہ حدیث
یا لیت شعری کسی حدیث کی کتاب مین نہین نکلی
علاوہ برین اوس حدیث کی معارض ہی جو ابن جوزی نے
حدیث علی سی مرفوعا روایت کی کہ جبرئیل مجھپر اوترے اور
کہا کہ اللہ نے آپسے بعد سلام یہ کہا ہی کہ مین نے دوزخ حرام
کی اوس پشت پر جسنے تجکو اوتارا اور اوس شکم پر جسنے تجکو اوٹھایا
اور اوس گود پر جسنے پرورش کی انتہی لیکن اونکا یہ قول کہ آیت
ما کان للنبی الخ والدین آنحضرت صلعم کی بارہ مین اوتری
تو یہ مردود ہی کیونکہ یہ آیت مشرکین کے حق مین اوتری ہی
جسکا شان نزول یہ ہی کہ جیسے آنحضرت صلعم اپنی چچا ابی طالب
کے لیے استغفار کرتے تھے ویسے بعض صحابہ بھی اپنے مشرک والدین
کے لیے استغفار کرتے تھے بخاری و مسلم و احمد و ابن ابی شیبہ
و نسای و ابن جریر و ابن منذر و ابن ابی حاتم
و ابو الشیخ و ابن مردویہ و بیہقی نے دلائل مین سعید

بن المسيب عن ابيه قال لما حضرت ابا طالب
الوفاة دخل النبی عنده الى ان قال لاستغفرن
لك مالم انه عنك فنزلت ما كان للنبی وروی
ذلك عن علی و عمرابن دينار و محمد ابن كعب
القرظی و سعيد بن مسيب والقتادة والحسن
واخرج الطيالسی وابن ابی شيبة واحمد والترمذی
والنسای وابويعلی وابن جرير وابن المنذر وابن
ابی حاتم وابوالشيخ والحاكم وصححه ابن مردويه
والبيهقی فی شعب الايمان والضياء فی المختارة
عن علی قال سمعت رجلا يستغفر لابويه وهما
مشركان فقلت تستغفر لابويك وهما مشركان
قال اولم يستغفر ابراهيم لابيه فذكرت ذلك
للنبی صلعم فنزلت ما كان للنبی وروی عن ابن
عباس من طريق علی ابن ابی طلحة انهم كانوا
يستغفرون لهم حتی نزلت ونحوه عن محمد بن كعب
فهذه صريحة فی ان الاية نزلت فی حق عمه
ابی طالب وحق غير والديه واما ماروی عن ابن
عباس من طريق عطية العوفی وعكرمة انها
نزلت فی ابيه فقال السيوطی اولا بانه ضعيف

بن المسیب سے اونہون نے اپنے باپ سے روایت کی کہ
وقت وفات ابوطالب آنحضرت صلعم اونکے پاس گئے یہان تک
کہ آپنے فرمایا کہ مین تمہارے لیے استغفار کیے جاونگا جبتک روکا
نہ جاؤن تب یہ آیۃ اوتری کہ ما کان للنبی اور یہی علی
و عمرو ابن دینار و محمد بن کعب قرظی و سعید بن المسیب و قتادہ
و حسن سے روایت کی گئی اور طیالسی و ابن ابی شیبہ و احمد
و ترمذی و نسای و ابویعلی و ابن جریر و ابن منذر و ابن
ابی حاتم و ابوالشیخ و حاکم نے روایت کی جسکی تصحیح ابن مردویہ
نے کی اور بیہقی نے شعب الایمان مین اور ضیاء نے مختارہ مین
حضرت علی سے کہ مین نے ایک مرد کو اپنے مشرک والدین کے حق مین
استغفار کرتے سنا تو کہا کہ کیا تم اپنے مشرک مان باپ کے لیے
استغفار کرتے ہو تو اوسنے کہا کہ کیا حضرت ابراہیم نے اپنے باپ
کے لیے استغفار نہین کیا مین نے یہ بات آنحضرت صلعم سے ذکر کی تو
یہ آیۃ اوتری کہ ما کان للنبی اور حضرت ابن عباس سے
بروایت علی ابن ابی طلحہ مروی ہے کہ وہ لوگ اپنے آبا و اجداد
کے لیے استغفار کرتے تھے تب یہ آیۃ اوتری اور ایسا ہی محمد بن کعب سے
مروی ہے پس یہ اس امر کی صریح دلیل ہے کہ یہ آیۃ آنحضرت کے چچا
ابی طالب و غیرہ کے حق مین نازل ہوئی لیکن جو ابن عباس سے
بطریق عطیہ عوفی و عکرمہ مروی ہے کہ یہ آیۃ آپکے والد کے بارہ مین

معلول لان عطية ضعيف وهو مخالف لرواية
علي بن ابي طلحة المتقدم وعلي ثقة جليل و
ردّ الثاني بان سنده ضعيف لا يعول عليه
وكذلك يرد بان الاحاديث المتقدمة مصرحة
بانها نزلت في حق ابي طالب وغيره من المشركين
واما حديث بريدة الذي اخرجه ابن مردويه
وفيه انه عليه السلام مرّ على قبر امه ثم
استاذن ان يستغفر لها فبكى الخ فانزل الله
ما كان للنبي فظاهره ان سبب نزول الاية
قصة امه وهذا مردود لما تقدم ان الاحاديث
الكثيرة المشهورة خرجت بان سبب نزولها قصة
عمه ابي طالب وما كانوا يستغفرون لابائهم
المشركين سوى اباء النبي واما الاستيذان في الاستغفار
والنهي عنه فعلى تقدير ثبوته فهو لا ينافي ثبوت
اسلامهما بل يمكن الجمع بينه وبين ما تقدم بان
استغفاره لها ما كان لاجل الشرك بل استغفارا
مخصوصا كاستغفاره ان لا يكون عليها عذاب
بالكلية فنهي عن ذلك لاحتمال استحقاقها
بعض عذاب لتطهير كما يشير اليه ما في اية

اوتری تو سیوطی نے کہا کہ اولاً تو یہ ضعیف معلول ہے کیونکہ عطیہ
ضعیف ہے نیز یہ روایت علی ابن ابی طلحہ کی مخالف ہے جو پہلے گذری
اور علی ثقہ جلیل ہین اور دوسری کو اسطرح رد کیا کہ اسکی سند
ضعیف ہے جسپر اعتماد نہین کیا جا سکتا اور اسلیے بہی رد ہو جائیگی
کہ پہلی حدیثین اس امر کی تصریح کرتی ہین کہ یہ آیۃ ابی طالب
و دیگر مشرکین کے حق مین اوتری لیکن بریدہ کی وہ حدیث جسکو
ابن مردویہ نے روایت کیا جسمین یہ ہے کہ آنحضرت صلعم اپنی والدہ
کی قبر پر گذرے پہر اونکے لیے استغفار کی اجازت مانگی اور روئے تب
اللہ نے آیۃ ما کان للنبی اوتاری پس ظاہر حدیث سے
کہ اس آیۃ کا سبب نزول آپکی والدہ کا قصہ ہے اور یہ روایۃ مردود
ہے جیسا کہ گذرا کہ احادیث کثیرہ مشہورہ سے مروی ہے کہ اوسکا
سبب نزول آپکے چچا ابی طالب اور اون لوگونکا قصہ ہے جو اپنے
آبا مشرکین کے لیے استغفار کرتے تہے بجز آبا نبی صلعم کے لیکن
استغفار کی اجازت مانگنا اور اوس سے منع کیا جانا اگر ثابت ہے
تو بہی اونکے ثبوت اسلام کو منافی نہین بلکہ جمع بین الروایتین
یون ممکن ہے کہ اونکے لیے آنحضرت صلعم کا استغفار بسبب شرک کے نہین تہا
بلکہ اسلیے کہ اونپر بالکل عذاب نہ ہو مخصوص استغفار تہا
لہذا اس سے بوجہ احتمال استحقاق بعض عذاب تطہیر
روکے گئے جس کی طرف آیت ویطہرکم

اهل بيته وليطهركم تطهيرا الا انها اقرب من
اهل بيته وهذا العذاب لا ينافي الاسلام كعذاب
بعض عصاة المومنين فلما نهي عنه فلذلك علا
بكائه شفقة عليها من العذاب على ان في هذا
الحديث ان قبر امه صلعم بعسفان وهو على
مرحلتين من مكة ويخالفه حديث عايشة
ان قبرها بالحجون وهو بمكة ويخالفه ايضا روايته
ان قبرها بالابواء لما توفيت فيه وهو بين مكة والمدينة
والى المدينة اقرب واما ما فيه من عدم الاذن
وكذا في غيره من الاحاديث فيخالفه حديث عايشة
الذي رواه الطبراني بسنده عنها انه عليه السلام
نزل الحجون كئيبا حزينا فاقام به ما شاء الله عز وجل
ثم رجع مسرورا قال سالت ربي عز وجل فاحيى
لي امي فامنت بي وايضا رواه الخطيب عن
عايشة مرفوعا ورواه ابن شاهين عنها ذهبت
بقبر امي فسالت الله ان يحييها فاحياها الله
فامنت بي وردها الله قال ابن ناصر هو موضوع
وفي اسناده محمد بن زياد النقاش ليس بثقة
واحمد بن يحيى الحضرمي ومحمد بن يحيى الزهري

تطہیر اجو اہل بیت کی حق مین نازل ہوئی اشارہ
کرتی ہی اسلیے کہ وہ آپکی اہل بیت سے اقرب تھین اور یہ عذاب
منافی اسلام نہین جیسے بعض گنہگار مومنین کا عذاب
پس اس ممانعت سے بسبب اونکی حال پر شفقت کے رونے مین آپکی
آواز بلند ہوگئی علاوہ اسکے اس حدیث مین ہی کہ آنحضرت
کی والدہ کی قبر عسفان مین ہی جو مکہ سے دو کوس ہی اسکی مخالف
حضرت عایشہ کی یہ حدیث ہوتی ہی کہ اونکی قبر حجون مین ہی
جو مکہ مین ہی اور اوسکی مخالف یہ روایۃ بھی ہی کہ اونکی قبر
ابوا مین ہی جہان وفات پائی اور وہ بین مکہ و مدینہ
ہی وہ بلکہ مدینہ سے قریب ہے لیکن اوس حدیث مین عدم
اجازت جو مذکور ہی پس اور حدیثون مین بھی تو اوسکی مخالف حضرت
عایشہ کی یہ حدیث ہی جو طبرانی نے اپنی سند سے اونسے روایت کی
کہ آنحضرت صلعم حجون مین ملول غمگین اوتری اور دیر تک ٹھہری
رہی پھر خوش خوش ہیں اور فرمایا کہ مین نے خدا سے سوال کیا اور
میری والدہ کو میرے لیے زندہ کردیا وہ مجھپر ایمان لائین خطیب نے
مرفوعا حضرت عایشہ سے اور ابن شاہین نے بھی اونسے روایت کی
کہ مین اپنی والدہ کی قبر پر گیا اور خدا سے اونکو زندہ کرنیکا سوال کیا
اونے اونکو زندہ کردیا وہ مجھپر ایمان لاکر قبر مین واپس گئین ابن ناصر نے
کہا کہ یہ موضوع ہی اور اسکے اسناد مین محمد بن زیاد نقاش غیر

مجهولان قلت وقال ابن حجر في اللسان اما
محمد بن يحيى فليس بمجهول بل معروف
وقال في الميزان في ترجمة احمد بن يحيى
الحضرمي روى عن حرملة التجيبي وليّنه
ابن يونس واما النقاش فقال الذهبي
صار شيخ المقربين في عصره على ضعف فيه
وقد اطال في اللآلي الكلام على هذا الحديث
وقال الصواب بالضعف لا بالوضع وقد
الفت في ذلك جزءً انتهى وايضا روى
ابوحفص ابن شاهين في كتاب الناسخ
والمنسوخ له بلفظ قالت عايشة حج بنا
رسول الله حجة الوداع فمرّ بي على عقبة
الحجون الى ان قالت ثم عاد وهو فرح متبسم
فقال ذهبت لقبر امي فسألت ربي ان
يحييها فاحياها فامنت بي وصحح الحديث
جماعة ولكن يمكن الجمع بين حديث عائشة
واحاديث عدم الاذن بانه منع اولا ثم احييت
بعد ذلك وامنت به فيكون حديث عائشة
ناسخة لما يخالفه من الاحاديث كما ذكره السيوطي

جو ثقہ نہین اور احمد بن یحیی حضرمی و محمد بن یحیی زہری یہ دونون
مجہول ہین مین نے کہا کہ ابن حجر نے لسان المیزان مین
لکھا ہے کہ محمد بن یحیی مجہول نہین بلکہ معروف ہی اور میزان مین
احمد بن یحیی حضرمی کے ترجمہ مین لکھا ہے کہ حرملہ تجیبی سے
روایت کی اور اوسکو ابن یونس نے اعانت دی لیکن نقاش
تو ذہبی نے کہا کہ باوجود ضعف روایت کے وہ اپنے زمانہ مین
شیخ المقربین ہوے اور للآلی مین اس حدیث پر بہت بحث کی ہی
اور کہا کہ بہتر قائل ضعف ہونا ہے نہ قائل وضع ہونا اور
مین نے اس بارہ مین ایک جزو تالیف کیا ہے نیز ابوحفص
ابن شاہین نے کتاب ناسخ و منسوخ لہ مین بلفظ روایت کی
کہ حضرت عایشہ نے کہا کہ ہمارے ساتھ رسول اللہ صلعم نے
حجۃ الوداع کیا اور عقبہ حجون پر گذری یہانتک کہ حضرت عایشہ نے
فرمایا کہ پہر آپ خوش خوش ہنستے لوٹے اور فرمایا کہ اپنی والدہ کی
قبر پر گیا اور خدا سے اونکو زندہ کردینے کا سوال کیا اوسنے زندہ
کردیا وہ مجہپر ایمان لائین اور ایک گروہ نے حدیث کی تصحیح کی
لیکن حضرت عایشہ کی حدیث اور دوسری حدیثون مین جو
دربارہ عدم اذن ہین جمع یون ممکن ہی کہ آنحضرت پہلے منع کیے گئے پہر
اونکی والدہ زندہ کی گئین اور وہ ایمان لائین تو حدیث حضرت
عایشہ اپنی مخالف حدیثون کی ناسخ ہوگی جیسا کہ سیوطی نے

في الرسالتين بقوله وقد جعل هؤلاء الائمة اي الذين
صححوا حديث عايشة هذا الحديث ناسخا للاحاديث
الواردة بما يخالف ذلك ونصوا على انه متاخر عنها
فلا تعارض بينه وبينها فقول هؤلاء الائمة معتبر
وقول النافين لا يسمع لان المثبت مقدم على
النافي واما ما روى مسلم عن انس من حديث ان ابي
واباك في النار ففي حاشية المواهب ان عبارة الشامي
في نسبه صلعم ينفيها وروى مسلم من طريق حماد بن سلمة
عن انس ان رجلا قال يا رسول الله اين
ابي قال في النار فلما قفا دعاه قال ان ابي
واباك في النار لم يتفق عليه الرواة وانما
ذكره حماد بن سلمة عن ثابت وقد خالفه
معمر عن ثابت فلم يذكر ان ابي واباك في النار
ولكن قال له اذا مررت بقبر كافر فبشره بالنار
وهذا اللفظ لا دلالة فيه على والده صلعم
بامر البتة وهو اثبت من حيث الرواية فان
معمرا اثبت من حماد ثم قال وجدنا الحديث
ورد من حديث سعد بن ابي وقاص
بمثل لفظ رواية معمر عن ثابت عن انس

اپنے دو رسالون مین بایں قول ذکر کیا ہے کہ اون
ان ائمہ نے جنہون نے حدیث عایشہ کو صحیح مانا
اس حدیث سے اسکی مخالف حدیثون کو اس دلیل سے
منسوخ کیا ہی کہ وہ اون سے متاخر ہی پس ہمین اور انہین
تعارض نہین تو ان ائمہ کا قول معتبر ہی اور نفی کرنیوالونکا
قول غیر مسموع کیونکہ مثبت نافی پر مقدم ہے لیکن مسلم نے
انس سے جو روایت کی کہ ابی واباك في النار تو حاشیہ
مواہب مین ہی کہ شامی کی عبارت آنحضرت صلعم کی نسب مین
اوسکی خلاف ہی اور مسلم نے بطریق حماد بن سلمہ انس سے روایت کیا
کہ ایک شخص نے کہا کہ یا رسول اللہ میرا باپ کہان ہے
فرمایا دوزخ مین جب وہ لوٹا تو پھر اوسکو بلایا اور فرمایا کہ
میرا اور تیرا باپ دوزخ مین ہی یہ حدیث متفق علیہ نہین اور
اسے حماد بن سلمہ نے ثابت سے ذکر کیا اور معمر نے ثابت سے اسکے
مخالف یون ذکر کیا کہ فلم یذکر ان ابی واباك في النار
لیکن اوس سے یہ فرمایا کہ جب تو کسی کافر کی قبر پر گذرے تو اوسکو
دوزخ کی بشارت دے اور یہی الفاظ ہین جنمین آنحضرت صلعم کے والد کی
کسی طرح کوئی دلالت نہین اور بحیثیت روایت اثبت ہی کیونکہ
معمر حماد سے اثبت ہین پھر کہا کہ ہمنے ایک حدیث پائی جو سعد
ابن ابی وقاص سے مروی ہے وہ ویسی ہی جیسی معمر نے ثابت سے انہون نے

فروى البزار والطبراني والبيهقي من طريق
ابراهيم ابن سعد عن الزهري عن عامر
ابن سعد عن ابيه ان اعرابيا قال لرسول
الله صلعم اين ابي قال في النار قال فاين
ابوك قال حيث مررت بقبر كافر فبشره بالنار
وهذا الاسناد على شرط الشيخين فتعين
الاعتماد على هذا اللفظ وتقديمه على غيره
وقد زاد الطبراني والبيهقي في اخره قال
فاسلم الاعرابي بعد فقال لقد كلفني رسول
الله تعبا ما مررت بقبر كافر الا بشرته بالنار
انتهى وقال الشيخ ابن حجر في شرح الهمزية
ما ملخصه وحديث مسلم قال رجل
يا رسول الله اين ابي قال في النار فلما
قفى دعاه فقال ان ابي واباك في النار
واظهر تاويل عندي انه اراد بابيه عمه
ابا طالب لان العرب تسمي العم ابا
وقرينة المجاز فيه الاية الاتية الشاهدة
بخلافه على اصح محاملها عند اهل السنة
وان عمه الذي كفله بعد جده عبد المطلب

انس سے روایت کی پس بزار و طبرانی و بیہقی نے طریق ابراہیم
بن سعد سے اونہوں نے زہری اونہوں نے عامر بن سعد اونہوں
نے اپنے باپ سے روایت کی کہ ایک اعرابی نے رسول اللہ صلعم سے
پوچھا کہ میرا باپ کہاں ہے فرمایا کہ دوزخ میں کہا کہ اور آپکے والد
فرمایا کہ جب تو کسی کافر کی قبر پر گذرے تو اوسکو دوزخ کی بشارت
دے اور یہ اسناد بر شرط شیخین ہیں تو اس لفظ پر اعتماد اور
اپنے غیر پر اسکے تقدیم متعین ہوئی اور طبرانی و بیہقی نے اسکے
آخر میں یہ زیادہ کیا پھر اعرابی اسلام لایا اور کہا کہ مجھکو
رسول اللہ نے مکلف فرمایا کسی کافر کی قبر پر میں نہیں گذرا
مگر اوسکو دوزخ کی بشارت دی انتہے اور شیخ ابن حجر نے شرح
ہمزیہ میں کہا جسکا خلاصہ یہ ہے کہ اور مسلم کی حدیث ہے کہ ایک
مرد نے کہا یا رسول اللہ میرا باپ کہاں ہے فرمایا کہ دوزخ میں
میرے نزدیک ظاہر اس کی تاویل یہ ہے کہ آپ نے
ابیہ سے اپنے چچا ابوطالب کو مراد لیا اس لیے کہ
عرب چچا کو باپ کہتے ہیں اور اہل سنت کے نزدیک
قرینہ مجاز آیندہ آیت میں صحیح محمل پر اسکے خلاف
شاہد ہے اور چچا وہ تھے جنہوں نے عبد المطلب کے بعد
آپ کو پرورش کیا یا یہ قبل آپ پر اس آیہ وما کنا
معذبین نازل ہونے کے ہو جیسا کہ مروی ہے کہ

او كان ذلك قبل ان ينزل عليه وما كنا
معذبين كما وقع انه سئل عن اطفال المشركين
فقال هم من اباءهم ثم سئل عنهم فذكر انهم
في الجنة انتهى ويمكن انه اراد بهذه النار
بالنسبة الى ابيه نار التطهير التي هي لبعض
عصاة المؤمنين وانما اطلقها التسلية لذلك
الرجل لما رآه غضبان فهو من باب التعريض
خشية ان يرتد ولا يلزم من ذلك الكفر واما
حديث امي مع امكما فهو ضعيف وتصحيح الحاكم
له رده في الدرر بقوله وتعقبه الذهبي والضا
قال عبد الحليم في رسالة في اسلام اباء الكرام
واما حديث امي مع امكما فضعفه الدار قطني
فبين الذهبي ضعفه وحلف عليه يمينا
شرعيا انتهى على ان ذكر المعية في النار لا يلزم
منه الكفر بل يتعين حمله على نار التطهير كما
تقدم ذلك في حديث ان ابي واباك وما
يرد ما ذكروه من الدلائل ايضا ما تقرر في القواعد
الاصولية والكلامية باتفاق الاشاعرة من
ان اهل الفترة ناجون وانهم في الجنة ومردود

آپ سے مشرکین کے لڑکون کی بابت پوچھا گیا تو فرمایا
کہ وہ اپنے باپون کے ساتھ ہین پھر پوچھا گیا تو فرمایا کہ
وہ جنت مین ہین اور ممکن ہے کہ اس آگ سے جسے اپنی
والد کی طرف نسبت کیا نار تطہیر مراد لی ہو جو بعض گنہگار
مومنین کے لیے ہے اور یہ اپنے اوس شخص سے اوسے غصے مین
پاکر بطور تسلی کہا ہو محض اس اندیشہ سے کہ کہین مرتد نہو جاوے
اس سے کفر لازم نہین آتا لیکن حدیث امی مع
امکما تو یہ ضعیف ہے اور حاکم کی تصحیح کو دُرر مین
اپنے اس قول سے کہ وتعقبہ الذہبی رد کیا ہے
نیز عبد الحلیم نے اپنے رسالہ اسلام آبائہ الکرام مین
لکھا ہے کہ حدیث امی مع امکما کو دارقطنی نے
ضعیف کیا ہے اور ذہبی نے اوس کا ضعف
بیان کیا اور اوسپر قسم شرعی کھائی انتہے - علاوہ
اسکے ذکر معیت فی النار کفر کو لازم نہین بلکہ اسکا
قیاس نار تطہیر پر کیا جائے گا جیسا کہ حدیث ان
ابی واباک مین گذرا اور اون کے دلائل یون
رد ہوسکتے ہین کہ قواعد اصولیہ وکلامیہ مین
باتفاق اشاعرہ مقرر ہے کہ اہل فترت ناجی
اور جنتی ہین نیز اس طرح بھی کہ بنی آدم مین اصل

ایضاً بان الاصل فی بنی ادم الاسلام بوجھین احدھما ان ادم مسلم وثانیھما قوله صلعم ما من مولود یولد الا علی فطرة الاسلام وھو قوله تعالی[۵۱] الست بربکم قالوا بلی وکذا فی ذریة نوح وابراھیم الاسلام بوجھین احدھما کونھم علی فطرة الاسلام وثانیھما انھما مسلمان الا تری ان کل من ولد فی قوم فھو علی دینھم حتی یثبت من الخارج خلافه فمن ولد فی المسلمین فھو مسلم ومن ولد فی الیھود والنصاری فھو منھم وھذا شایع الی زماننا ھذا ویترتب علیه الاحکام فمن تکلم بکفر اولاد المسلمین فعلیه اثبات الذی یعارض ھذا الحکم والتحقیق فی ولد ابراھیم انھم علی ملته وما بعث الیھم رسول سوی اسمعیل وھو علی ملة ابیه وملته ما نسخت وباقیة الی زمن نبینا صلعم بل ملة نبینا ھی ملة ابراھیم لقوله تعالی[۵۲] ملة ابیکم ابراھیم ھو سمٰکم المسلمین وقوله[۵۳] اتبع ملة ابراھیم حنیفا

اسلام ہے بدو وجہ ایک یہ کہ حضرت آدم مسلم تھے دوسرے یہ کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ کوئی مولود ایسا نہیں جو فطرۃ اسلام پر نہ پیدا ہوتا ہو اور وہ اللہ تعالی کا یہ ارشاد ہے کہ الست بربکم قالوا بلی اور اسی طرح اولاد حضرت نوح و ابراہیم مین بھی اسلام دو وجھون سے ہے ایک یہ کہ وہ لوگ فطرۃ اسلام پر تھے دوسری یہ کہ وہ دونون مسلم تھے کیا تمکو یہ نہین معلوم کہ جو کسی قوم مین پیدا ہو وہ اونہین کے دین پر ہی جب تک بظاہر اوسکے خلاف ثابت نہ ہو تو جو شخص مسلمانون مین پیدا ہوا وہ مسلم ہے اور جو یہود و نصاری مین پیدا ہوا وہ اونہین سے ہے اور یہ ابتک شایع ہے اور اسی پر احکام مترتب ہوتے ہین تو جو کوئی مسلمانونکی اولاد کی کافر ہونیکے متعلق کہے وہ اس حکم کی خلاف ثابت کرے اور اولاد حضرت ابراہیم کے متعلق تحقیق یہ ہے کہ وہ اونکی مذہب پر تھے اور اونکی پاس بجز حضرت اسمعیل کی کوئی رسول نہین بھیجا گیا اور وہ بھی اپنے والد کی متبع تھے اور اونکا مذہب منسوخ نہین ہوا ہمارے حضرت کی زمانہ تک باقی رہا بلکہ آنحضرت کی ملۃ ملت ابراہیمی ہی تھی جیسا کہ اللہ تعالی فرماتا ہی کہ ملۃ ابیکم الخ یا اتبع ملۃ الخ

[۵۱] کیا مین تمہارا پروردگار نہین ہون کہا سب نے ہان ہے ۱۲ [۵۲] تمہارے باپ ابراہیم کے مذہب کو (تمہارا مذہب بنا دیا ہے) اوس نے پہلے سے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے ۱۲ [۵۳] پیروی کر مذہب ابراہیم کی جو شرک سے پاک ہے -

فعلی هذا کلهم مسلمون الا من یثبت کفرہٗ
ولیسوا من اهل الفترة بل علی الفطرة
واما قولی منصوصة فلان النص ما ازداد
وضوحًا علی الظاهر بمعنی فی المتکلم نحو قوله
تعالی فانکحوا[1] ما طاب لکم من النساء الاٰیة
فانه ظاهر فی الاطلاق ونص فی بیان العدد لانه
سیق الکلام لاجله کذا فی الحسامی علم منه
ان زیادة وضوح النص علی الظاهر بسیق
الکلام لاجل المعنی الظاهر من نفس الصیغة
ولا شك ان الکلام ههنا سیق لحصر العبادة
فی الله والاحسان الی الوالدین ومنه الدعا
بالرحمة المامور به فی قوله وقل رب ارحمهما
وذلك هو الظاهر من لفظ الاٰیة واما قولی
مفسرة فلان المفسر ما ازداد وضوحا علی
وجه لا یبقی فیه احتمال التخصیص والتاویل
کذا فی کتب الاصول فزیادة وضوحه علی النص
هو عدم احتماله التخصیص والتاویل فان الالف
واللام فی الوالدین للاستغراق بحسب هذه

اسلیے سب مسلمان تھے بجز اونکے جنکا کفر ثابت ہوا اور
اہل فترت مین نہین تھے بلکہ فطرة پر تھے اور میرا قول
منصوصة اس لیے ہی کہ نص وہ ہے جو ظاہر مین متکلم
معنًا وضاحت بڑہا دے جیسے اللہ تعالی کا ارشاد ہے
کہ فانکحوا الخ پس یہ اطلاق مین ظاہر ہے اور بیان
عدد مین نص کیونکہ سیاق کلام اسی لیے ہے جیسا
کہ حسامی مین ہے اس سے یہ معلوم ہوا کہ وضوح
نص کی ظاہر پر زیادتی ہی سیاق کلام ہے کیونکہ
نفس صیغہ سے معنی ظاہر ہین اور بیشک یہانپر کلام
حصر عبادت فی اللہ واحسان الی الوالدین ودعاء
رحمت کے لیے سیاق ہے جسپر وقل رب ارحمہما
مین حکم کیا گیا ہے اور یہی لفظ آیة سے ظاہر ہے
اور میرا قول مفسرة اس لیے ہے کہ مفسر وہ ہے
جو ایسی وضاحت بڑہا دے جس سے احتمال تخصیص
وتاویل باقی نہ رہے جیسا کہ کتب اصول مین ہے
تو نص پر اوسکی زیادہ وضاحت ہی عدم احتمال
تخصیص وتاویل ہے اور یہانپر احتمال تخصیص
وتاویل بھی نہین ہے کیونکہ والدین مین الف لام

لـه پس نکاح کرو تم جو تم کو بہلی معلوم ہون عورتون سے ۱۲

القاعدة الاصولية وهو قولهم لام التعريف
اما للعهد الخارجي والذهني واما للاستغراق
الجنس واما لتعريف الطبيعة لكن العهد
هو الاصل ثم الاستغراق ثم تعريف الطبيعة
كذا في التوضيح فاذا لم يتحقق العهد تعين
الاستغراق فيشتمل كل والدين فهو بحسب
ظاهره عام مستغرق لجميع افراده لكنه بقي فيه
احتمال التخصيص وارادة البعض فلما وردت
الاحاديث المصرحة باسلام الكل يثبت ان
المراد العموم وارتفع احتمال التخصيص والعام
يثبت فيه الحكم قطعاً فتحقق قطعية دخول
كل ابائه في عموم وبالوالدين احساناً وقل
رب ارحمهما فان قيل اطلاق لفظ الوالدين
حقيقة انما هو على الطبقة الاولى وعلى ما فوقها
مجاز واستغراق اللفظ في حقيقته ومجازه معاً
لا يصح قلنا استعمال اللفظ في حقيقته ومجازه
المتعارف معاً جائز عند الشافعي اذا لم يتنافى
المعنيان فكيف اذا دل الدليل على ارادة
الكل واما عند ابي حنيفة فهو من باب عموم

بقاعدہ اصولی استغراقی ہے اور اصولیوں کا یہ قول ہے
کہ لام تعریف یا عہد خارجی یا ذہنی کے لیے ہے یا
استغراق جنس یا تعریف طبیعت کے لیے لیکن عہد
اصل ہے پھر استغراق پھر تعریف طبیعت ایسا ہی توضیح
مین ہے لہذا جب لام عہد ثابت ہوگا تو لام استغراق
مقرر ہوگا جو کل والدین کو شامل اور ظاہر عام اور
اوسکے کل افراد کو مستغرق ہوگا لیکن اسمین احتمال تخصیص
وارادہ بعض باقی رہیگا پس جب احادیث مصرحہ سبکے اسلام
کے متعلق وارد ہونگی تو یہ ثابت ہوگا کہ عموم مراد ہے اور
احتمال تخصیص اوٹھہ جایگا اور عام مین حکم قطعاً ثابت ہوگا
پس وبالوالدین الخ کے عموم مین کل آباء واجداد کا
داخل ہونا قطعی طور پر متحقق ہے اگر یہ کہا جاے کہ لفظ والدین
کا اطلاق طبقہ اولیٰ پر حقیقۃً اور اوسکے مافوق پر مجازاً ہے
اور استغراق لفظ حقیقت و مجاز مین ایک ساتھ صحیح نہین تو
ہم کہین گے کہ لفظ کا استعمال اپنے حقیقت و مجاز متعارف
مین ایک ساتھ امام شافعی کے نزدیک جائز ہے اگر دونون
معنی ایک دوسرے کے منافی نہ ہون پس کیون نہ ہو
جب دلیل ارادہ کل پر دلالت کرے لیکن امام ابی حنیفہ
کے نزدیک وہ باب عموم مجاز سے ہے اگر کہا جاے

المجاز فان قيل يحتمل ان الالف واللام ههنا
بدل المضاف اليه وان المعنى ولوالديكم
احسانا وقل رب ارحم والدي فكيف يكون
للاستغراق قلنا فعلى هذا الوالدان مضاف
الى الضمير المبدل عنه الالف واللام فهما لا
تكون عهدية واستغراقيا كما قال الجلبي في
حاشية البيضاوي في سورة ابراهيم الاضافة
كلام التعريف تكون عهدية وجنسية فحيث
لا عهد تحمل على الاستغراق انتهى فحملها
على الاستغراق يكفي فيه عدم ظهور العهد
فكيف اذا دلت الدليل على ارادة الاستغراق
فثبت الاستغراق والعموم من هذا الوجه
ايضا وحكم العام المحتمل الخصوص عند
بعض العلماء الوقف حتى يظهر ما يدل على
ارادة العموم والخصوص فهو عنده مجمل
كما ذكره البزدوي فالوالدان ههنا يكون مجملا
في ان المراد كل السلسلة او بعضها فالدلائل
المثبتة للاستغراق بينت المراد وفسرت
الاجمال وصارت الاية قطعية من هذا الوجه

کہ یہاں پر الف ولام بدل مضاف الیہ کو محتمل ہے
جسکے معنی یہ کہ ولوالدیکم الخ ہے۔ استغراق کیسے
کیسے ہوگا تو ہم کہیں گے کہ اس حالت میں والدان
ضمیر مبدل عنہ کی طرف مضاف ہوگا لام تعریفی اور
اضافت دونوں عہدی و استغراقی ہوتے ہیں جیسا کہ
چلپی نے حاشیہ بیضاوی میں سورۃ ابراہیم میں کہا کہ
اضافت لام تعریف کی طرح عہدی وجنسی بھی ہوتی
ہے تو جہاں عہد نہیں وہاں استغراق پر محمول ہوگی انتہی
تو حمل استغراقی میں عدم ظہور عہد کافی ہے جب دلیل
ارادہ استغراق پر دلالت کرے گی تو استغراق و عموم
اس وجہ سے بھی ثابت ہوگا اور حکم عام محتمل خصوص
بعض علما کے نزدیک توقف ہے جبتک وہ چیز جو
ارادہ عموم وخصوص پر دلالت کرتی ہے ظاہر نہ ہوجائے
پس بعض کے نزدیک مجمل ہے جیسا کہ بزدوی نے
ذکر کیا تو والدان یہاں مجمل ہوگا اس امر میں کہ مراد
کل یا بعض سلسلہ ہے پس دلائل مثبتہ استغراق نے
مراد ظاہر کردی اور اجمال کی تفسیر کردی اور اس
وجہ سے بھی قاعدہ اصولی کے موافق یہ آیۃ
قطعی ہوگئی عنایہ میں ہے کہ خبر واحد جب بیان

ایضاً بحسب القاعدة الاصولیة قال فی العنایة
خبر الواحد اذا لحق بیاناً للمجمل کان الحکم بعده
مضافاً الی المجمل دون البیان انتهی۔
اما قولی محکمة فی اسلام والدی النبی صلعم الی
آدم فلان المحکم ما ازداد قوة واحکم المراد
منه عن التبدیل والتبدیل لا تکون الا بالنسخ
ولا نسخ ههنا فی حق الوالدین فان قوله
وبالوالدین احساناً وقل رب ارحمهما لفظ عام
وقد تقدم ان المراد استغراق افراد الوالدین
الی آدم ثم انه مع ذلك عام فی الوالدین
المسلمین والکافرین وقد کانت الصحابة
یستغفرون لآبائهم الکفار وکذلك استغفر صلعم
لعمه ابی طالب حتی نزلت ما کان للنبی الخ
وآیة وما کان استغفار و استغفر لهم او
لا تستغفر لهم فهذه الآیات صارت ناسخة
لطلب الرحمة للکافرین من الآیة الاولی
ولکن بسبب ورود النسخ اشتبه علی النبی صلعم
المراد من وقل رب ارحمهما فی حق والدیه
بالخصوص وحکمه باق فی حقهما لکونهما مسلمین

مجمل کے لاحق ہو تو حکم اوس کے بعد مجمل کی طرف
مضاف ہوگا نہ بیان کی طرف انتہے۔ لیکن میرا
یہ قول کہ محکمة فی اسلام الخ یہ اس لیے ہے
کہ محکم وہ ہے جس کے معنی زوردار ہوں اور مراد قوی
اوس سے تبدیل ہے اور تبدیل بغیر نسخ ناممکن اور نسخ
یہان پر حق والدین مین ہی نہین کیونکہ جناب باری کا
ارشاد وبالوالدین الخ لفظ عام ہے اور اوپر گذر چکا
کہ افراد والدین کا استغراق آدم تک مراد ہے علاوہ
اس کے یہ والدین مسلمین وکافرین مین عام ہے صحابہ اپنے
آباء کفار کے لیے استغفار کیا کرتے تھے آنحضرت صلعم نے
بھی اپنے چچا ابو طالب کے لیے استغفار کیا تو آیات
ما کان استغفار اور استغفر لهم او لا
تستغفر لهم نازل ہوئین تو یہ آیتین کفار کے
حق مین استغفار کرنے کے لیے پہلی آیۃ سے ناسخ
ہوئین لیکن بسبب ورود نسخ آنحضرت پر یہ امر مشتبہ
ہوا کہ قل رب ارحمهما سے اونکے والدین
ہی کے حق مین خصوصاً مراد ہے اور اوس کا حکم
اون کے حق مین بوجہ اون کے مسلمان ہونیکے
باقی ہے یا عدم اسلام سے منسوخ ہوا تو یہ تبیین

او منسوخ بعدم اسلامهما فصارت الآيات
فی حقهما مجملة ولهذا الاشتباه کان صلعم یقول
یالیت شعری ما فعل ابوای علی تقدیر ثبوته
فبعد ذلك اخبر صلعم باسلامهما فزال اجمال
هذه الآية وصارت محکمة فی اسلامهما۔

الفصل الثانی

اعلم انه قال صلعم ولدت
من نکاح لا من سفاح السفاح هو الزنا فی
رد المحتار حاشیة در المختار قوله صلعم ولدت
من نکاح لا من سفاح ای لا من زنا والمراد
به نفی ما کانت علیه الجاهلیة من ان المرأة
تسافح رجلا مدة ثم یتزوجها وقد استدل
بالحدیث المذکور فی الفتح ایضا او وجهه انه صلعم
سمی ما وجد قبیل الاسلام من انکحة الجاهلیة
نکاحا ولا یقال انه فیه اسأت ادب لاقتضائه
کفر الابوین الشریفین مع ان الله احیاهما له
وآمنا به کما ورد فی حدیث ضعیف لانا نقول
ان الحدیث اعم بدلیل روایة الطبرانی وابی نعیم
وابن عساکر خرجت من نکاح ولم اخرج من
سفاح من لدن آدم الی ان ولدنی ابی وامی

اون کے حق مین مجمل ہو گئین اسی اشتباہ سے آنحضرت
فرمایا کرتے تھے کہ کاش یہ معلوم ہو جاتا کہ میرے
والدین کے ساتھ کیا ہوا بر تقدیر اونکے ثبوت کے
پھر جب آنحضرت صلعم کو اونکے اسلام کی خبر دیگئی تو اس آیتہ کا اجمال
جاتا رہا اور یہ آیتہ اونکے ثبوت اسلام کے لیے مفسر ہو گئی

دوسری فصل

آنحضرت صلعم کا ارشاد ہے کہ
مین نکاح سے پیدا ہوا نہ سفاح سے۔ سفاح یعنی زنا رد المحتار
حاشیہ در مختار مین ہے کہ آنحضرت صلعم کا ارشاد کہ مین نکاح سے
پیدا ہوا نہ سفاح سے یعنی زنا سے اس سے مراد رسم جاہلیت
کی نفی ہے وہ یہ کہ عورت مرد سے ایک مدت تک ساتھی
پھر نکاح کر لیتی تھی اور فتح مین بھی اسی حدیث سے استدلال
کیا ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ آنحضرت صلعم نے نکاح جاہلیت کا
قبل اسلام کے نکاح نام رکھا یہ نہ کہا جائیگا کہ یہ حدیث مقتضی
کفر والدین آنحضرت صلعم اسمین بے ادبی ہے حالانکہ اللہ نے
اونکو آپکے لیے زندہ کیا اور وہ آپ پر ایمان لائے جیسا کہ
حدیث ضعیف مین ہے اسلیے کہ ہم کہین گے کہ حدیث عام ہے
بدلیل روایت طبرانی و ابی نعیم و ابن عساکر کہ مین نکاح سے
پیدا ہوا زنا سے نہین ہوا آدم سے اب تک حتی کہ میرے
مان باپ نے مجھکو پیدا کیا سفاح جاہلیت سے مجھی بالکل

لم یصبنی من سفاح الجاهلیة شئ انتہی فینبغی للعاقل ان یتیقن ان لیس فی ہذہ السلسلة الشریفة کافر لان الکفر اشد من الزنا فاذا لم یکن فیھا الزنا فکیف یکون الکفر وایضاً الاسلام یعلی شرافة النسب کما ذکر الفقہاء وقد خفی ذکر اسلامہما بین المتاخرین وکان مستوراً عن المتقدمین اذ العلم نور یقذفہ اللہ فی القلوب فاجمع رسالات صنفت فی ہذا الباب وابدع مقالات جمعت فیھا السؤال والجواب رسائل الشیخ جلال الدین السیوطی فانہ کتب فی ہذہ المسئلة ست رسائل وبسط فیھا المقالات والدلائل فقال السیوطی اولاً فی الدیباجة الرسالة الثالثة ہذا ثالث مؤلف الفتہ فی مسئلة والدی رسول اللہ صلعم وھو اخصرھا واوجزھا فاقول ذھب جمع کثیر من الائمة الاعلام الی انھما ناجیان ومحکوم بھما بالنجاة فی الاخرة وھم اعلم الناس باقوال من خالفھم وقال بغیر ذلک ولا یقصرون عنھم فی الدرجة ومن

لگا ہو نہین ـ تو عقلمند کو یقین کرنا چاہیے کہ اس سلسلہ شریفہ مین کوئی کافر نہین کیونکہ کفر زنا سے سخت ہے جب زنا نہ ہوگی تو کفر کیسے ہوگا نیز یہ کہ اسلام شرافت نسب بڑہاتا ہے جیساکہ فقہانے ذکر کیا اور اون کے اسلام کا ذکر متاخرین مین پہیلا متقدمین سے پوشیدہ تہا کیونکہ علم ایک نور ہے جسکو اللہ قلوب مین ڈالتا ہے تو اس بارہ مین شیخ جلال الدین سیوطی کے بطور سوال وجواب نہایت جامع رسالے ہین اور اونہون نے اس مبحث مین مدلل وبسیط چہہ رسالے لکھے اور اولاً تیسرے رسالہ کے دیباچہ مین لکھا کہ مسئلہ والدین رسول اللہ صلعم مین یہ میری تیسری مختصر مفید تالیف ہے پس مین کہتا ہون کہ بہت سے مشہور ائمہ اس طرف گئے ہین کہ وہ دونون ناجی ہین اور اونکی آخرت مین نجات پانے کا حکم دیا گیا ہے اور وہ لوگ مخالفین کے اقوال سب سے زائد جانتے تہے اور اون سے درجہ مین کم نہین ہین اور اون سے زیادہ کون آثار واحادیث کا حافظ اور دلائل مستدلہ کا ناقد ہے کیونکہ وہ لوگ اقسام علوم کے جامع اور فنون پر حاوی ہین خصوصاً

احفظ الناس للاحاديث والآثار ومن انقد
الناس للادلة التى استدل بها اولئك
فانهم جامعون لانواع العلوم ومتضلعون
من الفنون خصوصاً الاربعة التى يستمد
منها هذه المسئلة فانها مبنية على ثلاث
قواعد كلامية واصولية وفقهية وقاعدة
رابعة مشتركة بين الحديث واصول الفقه
مع ما يحتاج اليه من سعة الحفظ فى الحديث
وصحة النقد له وطول الباع فى الاطلاع
على اقوال الائمة وجمع متفرقات كلامهم
فلا يظن بهم انهم لم يقفوا على الاحاديث
التى استدل بها اولئك معاذ الله بل
وقفوا عليها وخاضوا غمرتها واجابوا عنها
بالاجوبة المرضية لا يردها منصف واقاموا
لما ذهبوا اليه ادلة كالجبال الرواسى انتهت
الديباجة ثم قال فيها وقد اختلف القائلون
بالنجاة على سبل۔
السبيل الاول انهما لم تبلغهما الدعوة
لانهما كانا فى زمن فترة عم الجهل فيها اهل

وہ چار فن جن سے اس مسئلہ مین مدد لی جاتی ہے
پس وہ مبنی ہے تین قواعد کلامیہ و اصولیہ
وفقہیہ پر اور چوتھا قاعدہ حدیث و اصول
فقہ مین مشترک ہے مع اون چیزون کے جن کی
حدیث شریف کی وسعت کے سات حفظ
کرنے اور صحت نقد اور اقوال ائمہ پر
جو کچھ اطلاع ہو اوس پر طویل بحث کرنے
اور اون کے متفرق کلام جمع کرنے مین ضرورت
ہے تو اون پر یہ گمان نہین ہو سکتا کہ معاذ اللہ
وہ اون احادیث مستدلہ سے واقف نہین تھے
بلکہ واقف تھے اور اوسکی دشواریون مین خوض
کیا اور بجوابات مرضیہ اوس کے جوابات
دیے تھے جن کو کوئی منصف رد نہین کر سکتا
اور جس امر کی طرف گئے اوس پر نہایت مضبوط
دلائل قائم کیے دیباچہ تمام ہوا پھر کہا کہ
قائلین نجات نے کئی طریقون سے اختلاف
کیا ہے۔
پہلی سبیل۔ یہ کہ اونکو دعوت نہین پہونچی کیونکہ
وہ اوس زمانہ فترت مین تھے جبکہ مشرق و مغرب والون مین

المشرق والمغرب فلم يكن اذ ذاك احد
يبلغ الدعوة على وجهها مع انهما قبضتا في
حداثة السن ولم يبلغا سنا يحتمل الوقوف
على الاخبار والفحص عنها بالاسفار فان الوالد
عاش نحو ثمان عشرة سنة والوالدة عاشت
نحو العشرين مع كونها مخدرة وحكم من
لم تبلغه الدعوة باتفاق الائمة الشافعية
من الفقهاء والائمة الاشاعرة من اهل
الكلام واصول الفقه انه يموت ناجيا
ويدخل الجنة نص على ذلك الامام الشافعي
انتهى - قلت اصول الاشاعرة ان من مات
ولم تبلغه الدعوة يموت ناجيا واما الماتريدية
فان مات قبل مضى مدة يمكنه فيه التامل
ولم يعتقد ايمانا ولا كفرا فلا عقاب عليه
بخلاف ما اذا اعتقد كفرا او مات بعد المدة
غير معتقد شيئا نعم البخاريون من الماتريدية
وافقوا الاشاعرة وحملوا قول الامام لا عذر
لاحد في الجهل بخالقه على ما بعد البعثة
واختاره المحقق ابن الهمام في التحرير لكن

جہل پہیل گیا تہا اور کوئی ایسا بہی نہ تہا جو تبلیغ
دعوت کرتا علاوہ اسکے اون کی وفات شروع
جوانی مین ہوگئی اونکی عمر اتنی ہوئی نہین جو وہ خبرون
سے واقف ہوتے یا سفر کرکے تلاش کرتے اس لیے
کہ آپکے والد کی اٹھارہ ١٨ اور والدہ کی تقریبًا بیس ٢٠
سال کی عمر ہوئی باوجود اون کے مخدرہ ہونے کے
اور جس کو دعوت نہ پہونچی وہ باتفاق ائمہ فقہاے
شافعیہ و اشاعرہ اہل کلام و اصول فقہ ناجی ہے
اور جنت مین داخل ہوگا اسپر امام شافعی دلیل لائے
ہین انتہی اور اصول اشاعرہ یہ ہین کہ جو بحالت دعوت
نہ پہونچنے کے مرے وہ ناجی ہے لیکن ماتریدیہ کے
نزدیک اگر اتنی مدت گذرنے سے پہلے جسمین تامل ممکن
تہا مر گیا اور نہ ایمان کا معتقد ہوا نہ کفر کا تو اوس پر
عذاب نہین بخلاف اوس کے جو کفر کا معتقد ہوا او
کچہہ مدت کے بعد بلا کسی اعتقاد کے مر گیا البتہ
بخاریہ جو ماتریدی ہی ہین اشاعرہ کے موافق ہین
اور امام کے قول کو حمل کیا ہے کہ کسی کا عذر جہالت
خدا کی نسبت بعد البعثت چل نہین سکتا اور محقق ابن
ہمام نے اسے تحریر مین اختیار کیا ہے لیکن یہ مسئلہ

هذا فی غیر من مات معتقدا الکفر فقد صرح
النووی والفخر الرازی بان من مات قبل البعثة
مشرکا فهو فی النار وعلیه حمل بعض المالکیة
ما صح من الاحادیث فی تعذیب اهل الفترة
بخلاف من لم یشرک منهم ولم یوحد بل بقی
عمره فی غفلة من هذا کله ففیهم الخلاف وبخلاف
من اهتدی منهم بعقله کقس ابن ساعدة وزید
ابن عمرو بن نفیل فلا خلاف فی نجاتهم وعلی هذا
فالظن فی کرم الله تعالی ان یکون ابواه صلعم
من احد هذین القسمین بل قیل ان آبائه
کلهم موحدون لقوله تعالی وتقلبک فی
الساجدین لکن رده ابو حیان فی تفسیره
بانه قول الرافضة ومعنی الایة وترددک
فی تصفح احوال المتهجدین فافهم وفی مناقب
الکردی من مات علی الکفر ابیح لعنه الا
والدی رسول الله لثبوت ان الله احیاهما
له حتی آمنا به فی شرح الهمزیة لابن حجر
الهیتمی قوله لثبوت ان الله احیاهما یعنی
لثبوت ذلک فی حدیث ذکره غیر واحد

جو معتقد کفر نہ مرے نووی و فخر رازی نے تصریح کی ہے
کہ جو کوئی قبل بعثت مشرک مرا وہ دوزخی ہے اور یہی
بعض مالکیہ کا قیاس ہے بوجہ ان احادیث صحیح کے
جو تعذیب اہل فترت کے متعلق ہیں بخلاف اوسکے
جو نہ مشرک ہوا اور نہ موحد اور عمر غفلت میں کٹی اوسکے
متعلق البتہ اختلاف ہے یا وہ لوگ جنہوں نے اپنی
عقل سے ہدایت پائی جیسے قس ابن ساعدہ و زید
بن عمر بن نفیل تو انکے نجات میں اختلاف نہیں ہے اسی
خدا کے کرم سے یہ امید ہے کہ آنحضرت صلعم کے والدین
بھی انہیں کسی قسم میں ہونگے بلکہ کہا گیا ہے کہ آپ کے
کل آبا موحد تھے کیونکہ اللہ تعالے کا ارشاد ہے
کہ وتقلبک فی الساجدین لیکن ابو حیان نے
اپنی تفسیر میں اسکو رافضیہ کا قول کہکر رد کیا ہے اور معنی
آیۃ یہ کہے ہیں کہ تمہارا تردد تہجد گزاروں کی حالات پر نظر
کرنے میں اور مناقب کردی میں ہے کہ حالت کفر میں مرنے والے
پر لعنت مباح کی گئی بجز والدین آنحضرت کے اس ثبوت سے کہ
اللہ نے اونکو آپکے لیے زندہ کیا اور وہ آپ پر ایمان لائے
شرح ہمزیہ ابن حجر ہیتمی میں ہے کہ قوله لثبوت ان الله
احیاهما یعنی بوجہ اسکے حدیث سے ثبوت کے جسکو ایک سے زائد

من الحفاظ ولم يلتفتوا لمن طعن فيه وهو
ان الله احياهما فامنا به خصوصية لهما ومحل
كون الايمان لا ينفع بعد الموت في غير الخصوصية
وقد صح انه عليه السلام ردت عليه الشمس
بعد مغيبها فعاد الوقت حتى صلى العصر اداءً
كرامة له فكذا هذا انتهى واحياء الوالدين بعد
موتهما لا ينافي كون النكاح كان في زمان الكفر
ولا ينافي ايضا ما نسب الى الامام في الفقه الاكبر
ولا ما في صحيح المسلم وكون الايمان عند المعاينة
غير نافع فكيف بعد الموت فذلك في غير الخصوصية
التي اكرم الله بها نبيه صلعم وقال العلماء الآيات
والاحاديث ناسخة لكل ما خالفهما من الاحاديث
في مسلم وغيره وقد مضى على هذه المسئلة
جماعة آخرهم امام الحفاظ ابن حجر العسقلاني
انتهى ما قال السيوطي -

السبيل الثاني - ان الله احياهما له
فامنا به وذلك في حجة الوداع وقد مال الى
هذا السبيل طائفة كثيرة من الائمة وحفاظ
الحديث واستندوا من حديث عائشة اخرجه

حفاظ نے ذکر کیا ہے اور جسنے اسمین طعن کیا اوسکی طرف متوجہ
نہین ہوے اور وہ یہ کہ اللہ نے اونکو زندہ کیا اور وہ ایمان لاے
یہ اونکی خصوصیت تہی اور وہ محل جہان پر ایمان بعد موت
نافع نہین خصوصیت کے علاوہ ہی اور بیشک صحیح ہو آنحضرت پر
آفتاب بعد غروب کے دکیا گیا اور وقت لوٹ آیا اور آپنے
نماز عصر پڑہی تو جیسے وہ آپکی بزرگداشت کیلیے ہوا ویسے
یہ بہی اور حیات والدین بعد موت نکاح زمانہ کفر کی منافی
نہین اور نہ اوسکے منافی جو فقہ اکبر مین امام کی طرف
منسوب کی گئی اور نہ اوسکی جو صحیح مسلم مین ہے اور ایمان کا
وقت معاینہ غیر نافع ہونا تو پہر بعد موت کیسے ہو سکتا ہے
تو یہ اوس خصوصیت کی علاوہ ہے جس سے اللہ تعالے نے
اپنے نبی صلعم کو بزرگ کیا اور علما نے کہا کہ آیات و احادیث
اون کل باتونکی ناسخ ہین جو کہ مخالف حدیثین مسلم وغیرہ مین
ہین اور اس مسئلہ پر ایک جماعت گذری جنکے آخر امام حفاظ
ابن حجر عسقلانی ہین - قول سیوطی تمام ہوا -

دوسری سبیل - یہ کہ اللہ نے اونکو آنحضرت صلعم کیلیے
زندہ کیا اور وہ اونپر ایمان لاے اور یہ واقعہ حجۃ الوداع مین
ہوا اور اسکی طرف بہت سی ائمہ و حفاظ حدیث مائل
ہوے ہین اور حدیث حضرت عائشہ سے استناد کیا ہے

ائمة وجعلوه ناسخًا لما خالفه من الاحاديث
ونصوا على انه متاخر عما خالفه وقد ايد بعضهم
بالقاعدة التي اتفق عليها الامة انه ما اوتي
نبي من الانبياء معجزة الا واوتي نبينا صلعم
مثلها وقد احيا الله لعيسى الموتى من قبورهم
ولموسى قتيل بني اسرائيل ولم ينقل عن
نبينا من ذلك غير هذه القصة فلا بد ان تكون كذلك

السبيل الثالث۔ انهما كانا على التوحيد
ودين ابراهيم لما كان على ذلك طايفة من
العرب كزيد ابن عمر ابن نفيل وقس بن ساعدة
وغيرهما ومشى على هذا الطريق الامام فخر الدين
الرازي وزاد ان اباء النبي كلهم الى ادم على التوحيد
لم يكن فيهم مشرك انتهى ومويد هذا القول
احاديث منها ما اخرج البيهقي والطبراني وابو نعيم
عن ابن عمر قال قال رسول الله صلعم ان الله
خلق الخلق فاختار من الخلق بني ادم واختار
من بني ادم العرب واختار من العرب مضر
واختار من مضر قريش واختار من قريش بني هاشم
واختارني من بني هاشم فانا من خيار الى خيار

جسکو ائمہ نے روایت کیا اور اوسے اوسکی مخالف حدیثون کا
ناسخ کیا اور اس امر پر دلیل لای کہ وہ اپنی مخالف سی متاخر ہی اور
بعض نے اوسکی تایید اوس قاعدہ سی کی ہی جسپر امت متفق ہوئی ہے
جو یہ ہی کہ کسی نبی کو ایسا معجزہ نہین دیا گیا جو آپکو نہ دیا گیا ہو اللہ نے
عیسے علیہ السلام کے لیے مُردون کو قبر سی اور موسی علیہ السلام کے
لیے قتیل بنی اسرائیل کو زندہ کردیا اور ہمارے حضرت سے ایسا
کوئی معجزہ بجز اسکے منقول نہین لہذا ضرور ہی کہ ایسا ہوا ہو

تیسری سبیل۔ یہ کہ وہ توحید و دین ابراہیمی پر تھے
جسپر اکثر اہل عرب تھے جیسے زید ابن عمر بن نفیل
وقس بن ساعدہ وغیرہ اور اسی طرف امام فخر الدین
رازی گئے ہین اونہون نے اتنا اور کہا ہے کہ آبا
نبی صلعم حضرت آدم تک سب موحد تھے کوئی مشرک
نہ تھا اور اس قول کی موید حدیثین ہین جن مین سے
یہ ہے جو بیہقی وطبرانی وابو نعیم نے حضرت ابن
عمر سے روایت کی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اللہ نے
خلق کو پیدا کیا اور اوس مین بنی آدم کو ختیار
کیا اور بنی آدم سے عرب اور عرب سے مضر
اور مضر سے قریش اور قریش سے بنی ہاشم
اور بنی ہاشم سے مجکو تو مین بہتر سے بہترین ہون۔

واخرج البيهقي عن محمد ابن علي ان رسول
الله صلعم قال كذا واخرج البيهقي والطبراني
وابو نعيم عن ابن عباس قال قال رسول الله صلعم
ان الله قسم الخلق قسمين فجعلني في خيرهما
قسما ثم جعل القسمين اثلاثا فجعلني في خيرها
ثلاثا ثم جعل الاثلاث قبائل فجعلني في خيرها
قبيلة ثم جعل القبائل بيوتا فجعلني في خيرها
بيتا واخرج البيهقي وابن عساكر من طريق مالك
عن الزهري عن انس ان النبي صلعم قال ما
افترق الناس فرقتين الا جعلني الله في خيرهما
فاخرجت من بين ابوي فلم يصبني شيء من
الجاهلية وخرجت من نكاح ولم اخرج من
سفاح من لدن ادم حتى انتهيت الى ابي
وامي فانا خيركم ابا واخرج الترمذي وحسنه و
البيهقي وابو نعيم عن العباس بن عبد المطلب
قال قال رسول الله صلعم ان الله حين خلقني
جعلني من خير خلقه ثم حين خلق القبائل
جعلني من خيرهم قبيلة وحين خلق الانفس جعلني
من خير انفسهم ثم حين خلق البيوت جعلني من خيرهم بيتا

اور بیہقی نے محمد بن علی سے روایت کی کہ رسول اللہ صلعم نے
ایسا ہی فرمایا اور بیہقی و طبرانی و ابو نعیم نے حضرت ابن عباس سے
روایت کی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اللہ نے خلق کو دو قسمون پر تقسیم
کیا اور مجکو بہترین قسم مین کیا پھر دونون کا ثلث کیا اور جو
اون مین بہتر تہا اوسمین مجکو رکھا پھر اونکے قبائل بنائے
اور مجکو بہترین قبیلہ مین رکھا پھر قبائل کے گھر بنائے اور مجکو
بہترین گھر مین رکھا اور بیہقی و ابن عساکر نے بطریق مالک
زہری سے اور اونہون نے انس سے روایت کی کہ
آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ ہمیشہ لوگ فرقہ فرقہ ہوتے گئے اور
بہترین فرقہ مین مجکو اللہ نے رکھا یہانتک کہ مین اپنے
مان باپ سے پیدا ہوا اور مجکو جاہلیت کی کسی چیز سے
لگاؤ نہین اور مین نکاح سے ہوا نہ زنا سے آدم سے لیکر
اپنے مان باپ تک پس مین تم لوگون سے نسب مین اچھا
ہون اور ترمذی نے روایت کی اور بیہقی نے اس روایت کو
حسن قرار دیا اور ابو نعیم نے عباس بن عبد المطلب سے
کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اللہ نے جب مجکو پیدا کیا تو
بہترین خلق مین رکھا پھر جب قبائل پیدا کیے تو بہترین
قبیلہ مین رکھا اور جب نفسون کو پیدا کیا تو بہترین نفوس مین
رکھا پھر جب گھرون کو پیدا کیا تو بہترین گھرون مین رکھا

واخرج البخاري عن ابي هريرة ان رسول
الله صلعم قال بعثت من خير قرون بني آدم
قرناً فقرناً حتى بعثت من القرن الذي كنت فيه
واخرج ابو نعيم من طرق عن ابن عباس قال
قال رسول الله لم يزل ينقلني من الاصلاب
الطيبة الى الارحام الطاهرة مصفىً مهذباً
لا تتشعب شعبتان الا كنت في خيرهما واخرج
مسلم والترمذي عن واثلة ابن الاسقع قال
قال رسول الله ان الله اصطفى من ولد
ابراهيم اسمعيل ومن اسمعيل بني كنانة ومن
بني كنانة قريشاً ومن قريش بني هاشم واصطفاني
من بني هاشم واخرج ابن سعد عن ابي صالح
عن ابن عباس قال قال رسول الله خير العرب
مضر وخير المضر بنو عبد مناف وخير بني عبد مناف
بنو هاشم وخير بني هاشم بنو عبد المطلب والله
ما افترق فرقتان منذ خلق الله آدم الا كنت
في خيرهما واخرج البيهقي والطبراني في الاوسط
وابن عساكر عن عائشة قال قال رسول الله قال لي
جبرئيل قلبت الارض مشارقها ومغاربها فلم اجد رجلاً

اور بخاری نے ابوہریرہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلعم نے
فرمایا کہ مین بہترین قرون بنی آدم مین قرناً بعد قرن مبعوث
ہوا یہانتک کہ اوس قرن مین مبعوث ہوا جسمین کہ ہون
اور ابونعیم نے کئی طریقون سے ابن عباس سے روایت کی
کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ مین ہمیشہ اصلاب طیبہ سے
ارحام طاہرہ مین مصفے ومہذب منتقل ہوتا رہا اور جب
دو شاخین ہوئین تو مین بہتر شاخ مین ہوا اور مسلم وترمذی نے
واثلہ بن اسقع سے روایت کی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا
کہ اللہ نے اولاد ابراہیم مین اسمعیل اور اولاد اسمعیل مین بنی کنانہ
اور بنی کنانہ مین قریش اور قریش مین بنی ہاشم اور بنی ہاشم
مجکو برگزیدہ کیا اور ابن سعد نے ابی صالح سے اونہون نے
ابن عباس سے روایت کی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ
بہترین عرب مضر اور بہترین مضر بنو عبد مناف اور بہترین
بنو عبد مناف بنو ہاشم اور بہترین بنی ہاشم بنو عبد المطلب ہین
اور خدا کی قسم آدم کے وقت سے ابتک جب کبھی دو گروہ
ہوے تو مین بہتر گروہ مین ہوا کیا اور بیہقی وطبرانی نے
اوسط مین اور ابن عساکر نے حضرت عائشہ سے
روایت کی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ مجھسے جبرئیل
نے کہا کہ مین روے زمین پر پھرا مگر کسی کو

افضل من محمد ولم اجد بني اب افضل من
بني هاشم واخرج ابن عساكر عن ابي هريرة قال
قال رسول الله صلعم ما ولدتني بغي قط منذ خرجت
من صلب آدم ولم تنازعني الامم كابرا عن كابر
حتى خرجت من افضل حيين من العرب
هاشم وزهرة كذا في الخصائص انتهى فهذه
الاحاديث مصرحة بالاصطفاء والافضلية لكل
طبقة كان صلعم فيها من آدم الى ابويه فهم
كلهم مسلمون لما تقرر انها لا يتحقق الا باسلامهما
ومنجملة هذه الاحاديث حديثا الصحيحين البخاري
ومسلم وان مثلهما غيرهما في التنزيه لاشتراكهما
في المعنى كحديث ابن عباس ما بين نوح وآدم
من الآباء كانوا مسلمين او على الاسلام وكحديث
علي وابن عباس ما خلت الارض من بعد
نوح الخ وغيرهما من الاحاديث المصرحة باسلام
الآباء انتهى وايضا ذكر السيوطي في سبيل الرابع
دليلا حيث قال قد وجدت له ادلة قوية ما بين عام
وخاص والاعم مركب من مقدمتين احدهما حديث
البخاري والثانية الحديثان اللذان على شرط الشيخين

محمد صلعم سے اور بنی ہاشم سے کسی قبیلہ کو افضل نہ پایا اور ابن عساکر نے
ابی ہریرہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ مجھکو ہرگز کسی
بدکار عورت نے پیدا نہیں کیا جب سے کہ میں پشت آدم سے نکلا اور ہمیشہ
امتیں ایک دوسرے سے جھگڑتی رہیں یہانتک کہ میں بہتر
قبائل عرب ہاشم و زہرہ سے ظاہر ہوا جیسا کہ خصائص الکبریٰ
میں ہے انتہیٰ پس حضرت آدم سے اپنے والدین تک جس
طبقہ میں آپ تشریف لائے ہر طبقہ کی فضیلت و بزرگی
یہ حدیثیں شاہد ہیں تو وہ سب مسلمان تھے چنانچہ مسلم ہو چکا ہے
کہ یہ امر بغیر اونکے اسلام کے ثابت نہیں ہو سکتا اور منجملہ
ان حدیثوں کے دو حدیثیں صحیح بخاری و مسلم کی ہیں اور
ویسی ہی اور بھی تنزیہ میں بوجہ اونکے معنوں میں مشترک ہونے کے
جیسے ابن عباس کی حدیث کہ درمیان آدم و نوح سب آباء
مسلمان تھے یا اسلام پر تھے یا جیسے علی و ابن عباس کی
حدیث کہ ما خلت الارض الخ وغیرہ جو اسلام
آباء کی تصریح کرتی ہیں انتہیٰ سیوطی نے سبیل رابع میں ایک
دلیل اور بھی یہ ذکر کی ہے کہ اور میں نے اوسکے لیے قوی
دلیلیں ما بین عام و خاص پائی ہیں پس عام دو مقدموں سے
مرکب ہیں ایک حدیث بخاری اور دوسری
اون دو حدیثوں سے جو بر شرط شیخین ہیں

وحصل النتیجة منها ان کل السلسلة العالیة
علی التوحید انتهی ملخصاً فهذه النتیجة ایضاً
لحقت الایة بیاناً بمقتضی القاعدة الاصولیة التی
تقدمت فثبت ان هذه السلسلة مسلمة مرحومة
لان کل السلسلة ثبت من وبالوالدین احساناً
بحیث الاستغراق واسلامهما ثبت من وقل
رب ارحمهما فان قیل کیف یتوجه الیه هذه الخطابات
مع ان ابویه وقت نزولها کانا میتین فلم یبلغا عنده
الکبر ولم یتحقق التربیة عنهما فلا یصدق فیه
فلا تقل لهما اف ولا تنهرهما وقل لهما قولا کریما
واخفض لهما جناح الذل من الرحمة - اقول لو کان
کذلک لزم ان کل من کان ابواه میتین لا یتوجه
وبالوالدین احساناً وقل رب ارحمهما والدعاء بالرحمة
لهما من الاحسان فلو لم یتوجه هذه الخطابات
الی من مات ابواه لا یحسن ومن الاحسان طلب الرحمة
لهما ولیس فلیس فتحقق ان هذه الخطابات عامة
یتعلق لکل ما یلیق به فقوله ان لا تعبدوا الا
ایاه یتعلق بالمومن والکافر وان مات ابواهما والاحسان
بالوالدین وطلب الرحمة لهما یتعلق بالمومنین

نتیجہ اوس سے یہ حاصل ہوا کہ پورا سلسلۂ عالیہ توحید پر تہا انتہے تو نتیجہ
بہی بیان آیت مین اوس قاعدۂ اصولیہ کے مقتضی سے جو بیان ہو چکا
لاحق ہوا تو ثابت ہوا کہ یہ سلسلہ مسلمہ مرحومہ ہے کیونکہ پورا سلسلہ
بحیثیت استغراق وبالوالدین احساناً سے اور اونکا
اسلام وقل رب ارحمهما سے ثابت ہوا اگر یہ کہا
جاے کہ یہ خطابات آپکی طرف کیسے منسوب ہونگی در انحالیکہ
آپکے والدین نزول آیت کے قبل وفات پاچکے تہی
اور بوڑہے نہیں ہوے تہے اور نہ تربیت اونسے ثابت
ہوئی تہی تو اسمین آیہ فلا تقل لهما الخ صادق نہ آیگی
مین کہتا ہون کہ اگر ایسا ہوتا لازم آتا کہ جسکے ماں باپ
مرجاتے اوسکو وبالوالدین الخ پر توجہ نہ دلای جاتی
حالانکہ دعاے رحمت اونکے لیے احسان ہے اگر
یہ خطابات اوسکی طرف نہ متوجہ ہوتے جسکے ماں باپ
مرگئے تو وہ اون سے احسان نہ کرتا جو اون کے لیے
طلب رحمت ہے اور جب یہ نہین تو وہ نہین لہذا ثابت
ہوا کہ یہ خطابات عام ہین اور ہر شخص سے جو اسکے لائق ہو
متعلق لہذا ارشاد ان لا تعبدوا الخ مومن وکافر کے
متعلق ہے اگرچہ اونکے ماں باپ مرچکے ہون اور
احسان بالوالدین وطلب رحمت مومنین سے متعلق

وان مات ابواهم مالم يمنع منه كفرهما
ولا تقل لهما اف ولا تنهرهما واخفض لهما جناح
الذل يتعلق بمن ابواه حيان انتهى -

الفصل الثالث - واذا علمت هذا
فنقول ما في الفقه الاكبر ان والدا صلعم ماتا
على الكفر فمدسوس على الامام ويدل عليه
ان النسخ المعتمدة ليس فيها شئ من ذلك
وقال ابن حجر المكي في فتاواه والموجود فيها
ذلك لابي حنيفة محمد ابن يوسف البخاري لا لابي
حنيفة النعمان ابن ثابت الكوفي وعلى تسليم ان
الامام قال فمعناه انهما ماتا في زمن الكفر
وهذا لا يقتضي اتصافهما به - قلت ليس العجب
من الالحاق فان الاشتراك في الكنى ثابت كما
في القاموس ابو حنيفة كنية عشرين من الفقهاء
اشهرهم امام الفقهاء النعمان رضي الله عنه
فيمكن ان يلحق احد منهم هذه ايضا كما
لحق اكثر المسائل وطعنوا المخالفين بقلة
الباع ومن اشتراك الكنية وقعوا في
الشك فخبطوا وتخبطوا ونسبوا المسئلة

اگرچہ اونکے ماں باپ مرچکے ہوں جبتک اوس سے
مانع اونکا کفر نہ ہوا اور ولا تقل لهما الخ اوس شخص سے
متعلق جسکے ماں باپ زندہ ہوں -

تیسری فصل جب تمکو یہ معلوم ہوگیا تو اب
ہم کہتے ہیں کہ فقہ اکبر میں جو یہ ہے کہ والدین آنحضرت صلعم
کفر پر مرے تو یہ امام پر مدسوس ہے اس دلیل سے
کہ نسخہاے معتمدہ میں یہ کچھہ نہیں ہے ابن حجر مکی اپنے
فتاوے میں لکھتے ہیں کہ یہ ابی حنیفہ محمد ابن یوسف
بخاری کا قول ہے نہ ابی حنیفہ نعمان بن ثابت کوفی کا
اور اگر یہ مان ہی لیا جاے کہ یہ امام کا قول ہے
تو اوسکے معنی یہ ہیں کہ وہ زمانہ کفر میں مرے اور یہ اونکے
کافر ہونے کا مقتضی نہیں انتہی میرے نزدیک عجب
نہیں اگر یہ قول ملا دیا گیا ہو کیونکہ کنیت میں اشتراک
ثابت ہے چنانچہ قاموس میں ہے کہ ابوحنیفہ بیس
فقہا کی کنیت ہے سب میں زیادہ مشہور امام الفقہا
نعمان رضی اللہ عنہ کی تو ممکن ہے کہ اون میں سے
کسی نے اسے بھی ملا دیا ہو جیسے کہ اکثر مسائل ملا دیے
ہیں اور مخالفین نے ناسمجھی سے طعن کیا ہے اور کنیت مشترک
ہونیکی وجہ سے شک میں پڑگئے اور خبط میں پڑ کر دو شخصوں کو خبط

الی الامام الاعظم وفی الواقع لیس من
الامام کما نصوا علیه الاعلام۔ واقول ایضاً
لا یمکن ان یکون هذا القول لابی حنیفة
رضی الله عنه فانه تقدم اقساماً من الحدیث
علی القیاس وان کان ضعیفاً بل تقدم اقوال
الصحابة علی رأیه کما ذکره الشیخ عبد الحق
فی فتح المنان انه رضی الله عنه تقدم اقساماً
من حدیث علی القیاس ویعمل بالحدیث
وان کان ضعیفاً کحدیث القهقهة والتوضی
بالنبیذ مع ما فیهما من الضعف والالتباس
وجوز نسخ الکتاب بالمشهور من الحدیث
المأثور ویعمل بالمراسیل من غیر توقف وتاویل
ولا یعمل بالقیاس الا ما کانت علة موثرة
لا بقیاس شبه وطرد فانهما متروکة عنده
وغیر مقبول کما حقق فی کتب الاصول وهو
یوجب تقلید الصحابة ویختص اقوالهم بالصحة
والاصابة وقال الامام الحجة عبد الله بن
مبارك سمعت ابا حنیفة یقول ما جاء
عن رسول الله صلعم من الاحادیث فبالراس

ڈالدیا اور مسئلہ کو امام اعظم کی طرف منسوب کر دیا ہے
حالانکہ واقعی امام کا قول نہین جیسا کہ بزرگون نے
خبر دی میرے نزدیک بھی ممکن نہین کہ یہ امام صاحب کا
قول ہو کیونکہ اونہون نے بہت سی اقسام حدیث کو
اگرچہ ضعیف ہون قیاس پر مقدم کیا بلکہ اقوال صحابہ کو
اپنی رائے پر ترجیح دی جیسا کہ شیخ عبد الحق نے فتح المنان
مین ذکر کیا کہ امام صاحب اقسام حدیث کو قیاس پر
مقدم کرتے تھے اور حدیث پر اگرچہ ضعیف ہو عمل
کرتے تھے جیسے قہقہہ یا نبیذ سے وضو کرنیکی حدیثین
حالانکہ یہ ضعیف و مشکوک ہین اور آیتہ کے حدیث ماثور
مشہور سے منسوخ ہونے اور احادیث مرسل پر
عمل کرنے کو بلا توقف و تاویل جائز کہتے تھے اور
قیاس پر عمل نہ کیا جائے گا جب تک علت موثرہ
نہ ہو تو بقیاس شبہ و طرد وہ اون کے نزدیک متروک
و غیر مقبول ہے جیسا کہ کتب اصول مین ہے
اور امام صاحب تقلید صحابہ کو واجب اور اونکے
اقوال کو خصوصاً صحیح و درست جانتے ہین امام الحجہ عبد اللہ
بن مبارک نے کہا کہ مین نے ابو حنیفہ کو یہ کہتے سنا
کہ جو حدیثین رسول اللہ صلعم سے آوین وہ ہماری سر

والعين وما جاء من الصحابة من الآثار
فكذلك نختار بلا شك وريب ولكن اذا جاء
من التابعين فنحن وهم سواء ونزاحمهم
في البحث وكنا للحق طالبين ونقل عن الشيخ
فضيل بن عياض انه قال قال ابو حنيفة اذا
جاء حديث اتبعه وان جاء عن الصحابة
وقدماء التابعين ايضاً اتبعهم واقتدى والا
اجتهد وقال الحافظ محمد بن حزم الظاهري
ان اصحاب ابا حنيفة كلهم متفقون على
ان الحديث وان كان ضعيفا اقدم واولى
من الاجتهاد انتهى وفي خيرات الحسان
قال ابن حزم جميع الحنفية متفقون على
ان مذهب ابي حنيفة ان ضعيف الحديث عنده
اولى من الراى فتامل هذا الاعتبار بالاحاديث
وعظم جلالتها وموقعها عنده ومن ثم قدم العمل
بالاحاديث المرسلة على العمل بالراى انتهى۔
وفي مقدمة ابن الصلاح وشرح الفية الحديث
قال ابو عبيد الله بن منده عن ابي داود
انه يخرج الاسناد الضعيف اذا لم يجد في الباب

انھون پر اور جو حدیثین صحابہ سے آوین تو اونکو بھی بلا شک
ہم اختیار کرتے ہین لیکن جب تابعین سے آوین گی
تو وہ اور ہم برابر ہین ہم اونسے بحث کرکے طالب حق
ہونگے اور شیخ فضیل بن عیاض فرماتے تھے کہ ابو حنیفہ کا
قول ہے کہ جب حدیث آئیگی تو ہم اوسکی متابعت
کرینگے اور اگر صحابہ وقدیم تابعین سے ہوگی تو بھی
اوسکی متابعت کرینگے ورنہ اجتہاد کرین گے اور حافظ
محمد بن حزم ظاہری نے کہا کہ اصحاب ابی حنیفہ اس پر
متفق ہین کہ حدیث اگرچہ ضعیف ہو وہ اجتہاد سے
مقدم وبہتر ہے انتہے۔ اور خیرات الحسان مین ہے
کہ ابن حزم نے کہا کہ کل حنفیہ اسپر متفق ہین کہ ابو حنیفہ رض
کے نزدیک حدیث ضعیف رائے سے بہتر ہے تو
دیکھو کہ امام صاحب حدیث کا کسقدر اعتبار وتعظیم
کرتے تھے اور اسی لیے اونھون نے احادیث مرسل کے
عمل کو عمل بالرائے پر مقدم کیا انتہے۔ اور مقدمہ ابن
صلاح وشرح الفیۃ الحدیث مین ہے کہ ابو عبید اللہ
بن مندہ نے اونسے یعنی ابی داؤد سے روایت کرکے
کہا کہ وہ اسناد ضعیف کو بھی جب اوس باب مین
سوا اوسکے کچھ نہین ہوتا تو روایت کرتے ہین اور وہ

غیرہ وانه اقوی عنده من اراء الرجال واختلف
العلماء فی الاحتجاج بالمرسل فذهب مالک بن
انس وابو حنیفة النعمان بن ثابت الی الاحتجاج
به انتهی وقال النووی فی مقدمة شرح صحیح المسلم
مذهب مالک واحمد وابی حنیفة واکثر
الفقهاء انه یحتج به وفی تدریب الراوی شرح
تقریب النواوی وفتح المغیث شرح الفیة الحدیث
وللامام احمد ضعیف الحدیث احب الیه من
رای الرجال لانه لایعدل الی القیاس الا بعد
عدم النص فثبت ان القول باسلامهما بل
باسلام کل اباء الکرام هو بعینه مذهب الامام
القائل بعدم اسلامهما عملا بالوصیة فان
قیل کیف غفل الامام عن هذه الایة وقال
ما قال وهو من اکبر المجتهدین - اقول
علی التقدیر تسلیم هذا القول عنه لعل لم
یبلغه الاحادیث اللاحقة للایة المبنیة
لعمومها واجمالها ونسخ ما نسخ منها
وتفسیرها واحکامها لان الاحادیث
کانت متفرقة فی الصحابة والتابعین

اونکے نزدیک آدمیون کی راے سے قوی ہے اور
علما نے حدیث مرسل سے حجت لانے مین اختلاف
کیا ہے امام مالک بن انس و ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کے
نزدیک تو اوس سے حجت لینا چاہیے نووی نے مقدمہ
شرح صحیح مسلم مین لکھا کہ مالک واحمد وابی حنیفہ واکثر
فقہا کا مذہب یہ ہے کہ اوس سے حجت لانا چاہیے
اور تدریب الراوی شرح تقریب النواوی فتح المغیث
شرح الفیۃ الحدیث مین ہے کہ امام احمد کے نزدیک
حدیث ضعیف آدمیون کی راے سے بہتر ہے اسلیے
کہ وہ جبتک نص ہو قیاس کی طرف نہین جاتے لہٰذا
ثابت ہوا کہ اسلام ابوین بلکہ کل آبا کرام کا قائل ہونا
بھی بعینہ اوس امام کا مذہب ہے جو اون کے
عدم اسلام کا قائل ہے عملاً بالوصیۃ اب اگر یہ کہا جاے
کہ امام اس آیۃ سے غافل ہو کر کیسے یہ کہہ بیٹھے
حالانکہ وہ سب سے بڑے مجتہد تھے تو مین کہون گا اگر
یہ مان لیا جاے کہ یہ قول اونکا ہے تو شاید اونکو
وہ حدیثین نہین پہونچین جو آیۃ مذکورہ کے عام او
مجمل ہونے پر شامل ہین اور اون مین سے بعض منسوخ
اور مختلف التفسیر والاحکام ہین اسلیے کہ حدیثین صحابہ و تابعین مین

المتفرقین فی اقطار البلاد ولم تزل تجتمع شیئاً
فشیئاً کما روی عن الامام مالک رضی الله عنه
لما قال له هارون الرشید انی عزمت ان احمل
الناس علی الموطاء کما حمل عثمان الناس علی
القرآن فقال لا سبیل الی ذلک لان اصحاب
رسول الله ﷺ افترقوا بعده فی الامصار فحدثوا
فعند اهل کل مصر علم وروی عن غیر مالک
نحو ما هنالک علی ان الخطاء غیر مستحیل علی المجتهد
کما هو مشهور ان المجتهد یخطی ویصیب وعلی
تقدیر ثبوت ان هذه المسئلة قالها الامام
یمکن انه رجع عن هذا القول کما رجع عن اقوال
الاخر وذلک مقتضی الاجتهاد وهو ماجور
فی ذلک ولم یذکرها فی رسالة وصیة فی مرضه
ولا ذکرها الامام الطحاوی فی العقیدة التی
ترجمها ببیان اعتقاد ابی حنیفة وابی یوسف
ومحمد بن الحسن وکذلک نسخ الفقه الاکبر
مختلفة فهذه العبارة توجد فی البعض
ووالدا محمد صلعم ماتا علی الایمان وفی
بعضها لیس فهذه قرائن تقوی احتمال

متفرق تہین جو مختلف شہرون مین متفرق تے اور تہوڑی
کچہہ نہ کچہہ جمع ہوئین چنانچہ امام مالک رح سے جب
ہارون رشید نے کہا کہ مین یہ چاہتا ہون کہ لوگون کو
موطاء پر متفق کرون جس طرح عثمان رضی الله عنہ نے
لوگون کو قرآن پر متفق کیا تو امام مالک نے کہا
کہ ایسا نہین ہوسکتا کیونکہ صحابہ رسول الله صلعم
اونکے بعد شہرون مین متفرق ہوگئے اور حدیثین
بیان کین تو ہر شہری کے پاس ایک علم ہے اور
غیر مالک سے ایسا ہی کچہہ مروی ہے علاوہ اسکے
مجتہد سے خطا دشوار نہین مجتہد کا خطا و صواب کرنا
مشہور ہے اور اگر یہ مان لیا جاوے کہ یہ امام کا قول ہے
تو ممکن ہے کہ اونہون نے اس قول سے بہی اور
قولون کی طرح رجوع کی ہو اور یہ مقتضاے اجتہاد ہے
جس مین وہ ماجور رہین اور اس کو اپنے رسالہ وصیت مین
جو بحالت مرض لکہا تہا نہ ذکر کیا اور نہ امام طحاوی نے
کتاب مسمے بہ عقیدہ مین ذکر کیا ہے جو بیان عقائد
ابی حنیفہ و ابی یوسف و محمد بن حسن مین ہے اسی طرح
نسخہ ہای فقہ اکبر مختلف ہین یہ عبارت بعض مین تو پائی جاتی
ہے کہ والدین آنحضرت ایمان پر مری اور بعض مین نہین تو یہ قرینے

ان هذه العبارة ليست من نسخة الامام
بل لعلها ادخلت ۔

الفصل الرابع وما قال ملا علی القاری
فی شرح فقه الاکبر عند قول الامام الاعظم
ووالدا رسول الله صلعم ماتا علی الکفر هذا
رد علی من قال انهما ماتا علی الایمان او
علی الکفر ثم احیاهما الله فماتا علی الایقان
وقد افردت لهذه المسئلة رسالة مستقلة
ودفعت ما ذکره السیوطی فی رسائله الثلاثة
فی تقوية هذه المقالة بالادلة المجتمعة الجامعة
من الکتاب والسنة والقیاس واجماع الامة ومن
غریب ما وقع فی هذه القضية انکار بعض الجهال
من الحنفية علی ما فی بسط هذا الکلام بل اشار
الی انه غیر لایق بمقام الامام وهذا بعینه کما قال
الضال جهم ابن صفوان وددت ان احك من المصحف
قوله تعالی ثم استوی علی العرش واشارة الضال
الاخر وهو احمد بن ابی دؤد القاضی الی الخلیفة المامون
ان یکتب علی ستر الکعبة لیس کمثله شیء وهو العزیز الحکیم
وقول الرافضی الاکبر انه بریء من المصحف الذی فیه نعت

اس احتمال کو قوی کرتے ہین کہ یہ عبارت امام کے
نسخہ کی نہین ہے بلکہ شاید داخل کر دی گئی ہے ۔

چوتھی فصل ۔ ملا علی قاری نے جو شرح فقہ اکبر مین
امام اعظم کے اس قول پر کہ آنحضرت صلعم کے والدین
کفر پر مرے ۔ کہا کہ یہ اوس پر رد ہے جو اسکا قائل ہے
کہ وہ ایمان یا کفر پر مرے پھر اونکو اللہ نے زندہ کیا
اور وہ ایقان پر مرے اور مین نے اس مسئلہ پر ایک مستقل
رسالہ لکھا ہے جسمین سیوطی کے وہ اقوال جو اونہون نے
اسکی تقویت مین ذکر کیے ہین دلائل جامعہ مجتمعہ کتاب
وسنت وقیاس واجماع امت سے دفع کیے ہین اور
اس قضیہ مین جو عجیب بات واقع ہوئی وہ یہ ہے
کہ بعض جاہل حنفیہ اس کے منکر ہین بلکہ یہ کہتے ہین
کہ یہ امام کے لائق نہین یہ بعینہ ویسے ہے جیسے
جہم بن صفوان گمراہ نے کہا کہ مین قرآن شریف سے
ثم استوی علی العرش کو مٹا دینا پسند
کرتا ہون یا دوسرے گمراہ احمد بن ابی داؤد قاضی
کا خلیفہ مامون رشید سے اشارہ کہ پردہ کعبہ پر
لیس کمثلہ الخ لکھا جاوے یا رافضی اکبر کا قول
کہ مین اوس قرآن سے بیزار ہون جس مین صفت

الصديق الاكبر انتهى كلامه وايضاً فى شرحه
على المشكوة عند هذا الحديث وعن ابى هريرة
قال زار النبى قبر امه فبكى وابكى من حوله فقال
استاذنت ربى ان استغفر لها فلم يؤذن لى و
استاذنته ان ازور قبرها فاذن لى واغرب
ابن حجر حيث قال ولعل حكمة عدم الاذن فى
الاستغفار لها اتمام النعمة عليه باحيائها له
بعد ذلك على ان تصير من اكابر المومنين او
الامهال على احيائها لتومن به فتستحق الاستغفار
الكامل حينئذ انتهى وفيه ان قبل الايمان
لا يستحق الاستغفار مطلقا ثم الجمهور على
ان والديه ماتا على الكفر وهذا الحديث
اصح ما ورد فى حقهما واما قول ابن حجر وحديث
احيائهما حتى امنا به ثم توفيا حديث صحيح
وممن صححه الامام القرطبى والحافظ ابن ناصر الدين
فعلى تقدير الصحة لا يصلح ان تكون معارضاً
لحديث مسلم مع ان الحفاظ ضعفوه ومنعوا
جوازه ايضاً بان ايمان الياس غير مقبول
اجماعاً كما يدل عليه الكتاب والسنة والايمان

صدیق اکبر ہو کلام اونکا ختم ہوا۔ اور ایسا ہی کہا اونکی شرح
مشکوۃ مین بہی ہے اس حدیث کے متعلق (ابی ہریرہ سے
مروی ہے کہ آنحضرت صلعم نے اپنی والدہ کی قبر کی زیارت
کی پہر روئے اور جو آپکے ساتہ تہے اونکو رولایا پہر فرمایا کہ مین نے خدا سے
اونکے لیے مغفرت چاہی تو مجھکو اجازت نہ دیگئی پہر زیارت قبر کی اجازت
مانگی جو دیگئی) کہ اور نہایت عجیب ابن حجر کا یہ قول ہے کہ شاید
آنحضرت صلعم کو استغفار کی اجازت نہ دینے مین حکمت یہہ ہے کہ
آپ پر اون دونون کو زندہ کردینے کی وجہ سے اتمام نعمت ہو تا کہ
وہ اکابر مومنین سے ہوجائین یا اسلیے توقف کیا گیا کہ وہ زندہ
ہوکر ایمان لائین اور استغفار کامل کے مستحق ہون اور یہہ کہ قبل
ایمان استغفار کا مطلقاً مستحق نہین ہوتا ہے پہر اس بات پر جمہور
متفق ہین کہ والدین آنحضرت صلعم کفر پر مرے اور یہہ حدیث
اون حدیثون سے جو اونکے حق مین وارد ہوئین زیادہ صحیح ہے
اب ابن حجر کا یہ قول کہ اونکے زندہ ہوکر ایمان لانے پہر وفات
پانیکی حدیث صحیح ہے اور اسکے صحیح ماننے والون مین سے
امام قرطبی اور حافظ ابن ناصر الدین ہین اگر صحیح بہی ہو تو
حدیث مسلم کے معارض نہین ہو سکتی باوجودیکہ
حفاظ نے تاویل کی ہے اور ناجائز بہی قرار دیا کیونکہ
ایمان یاس اجماعاً مقبول نہین جیسے کتاب و سنت دال ہین اور ایمان

المطلوب من المكلف انما هو الايمان الغيبی
وقد قال تعالى ولو ردوا لعادوا لما نهوا عنه
وهذا الحديث الصحيح صريح ايضا فی رد ما تثبت
بعضهم بانهما كانا من اهل الفترة ولا عذاب
عليهم مع اختلاف فی المسئلة انتهی اقول
غلو علی القاری فی هذه المسئلة شطط فانه
مع ان ذلك اهانة صريحة لرسول الله صلى الله عليه وسلم
وسوء ادب فی جنابه لما رجح الحافظ السيوطی
اقوال القائلين باسلامهما بالدلائل فمع ما
ذكره من الخلاف لم يبق لدعويه الاجماع محل
واما قوله بالكتاب والسنة فحاله ان منها
ما هو ضعيف لا يقوم به الحجة ومنها ما هو
ماول ومحمول علی خلاف ظاهره ومنها ما هو
منسوخ فما بقی فيها احتجاج كما حققت لبعضه
ههنا ودريت بتحقيقها فی رسائل السيوطی
ومن طالبها فليراجع اليها اقوله بالقياس
فلا ادری ما المراد منه غير ان بعض ما ورد
فی بعض اهل الفترة وقد تحقق فی موضعه
ان اهل الفترة مختلف فيهم والجمهور علی نجاتهم

مطلوب من المکلف ایمان غیبی ہے اللہ تعالی نے فرمایا
ولو ردوا الخ اور یہ حدیث صحیح اس امر کی صریح رد میں ہے
جسکو بعض نے ثابت کیا کہ وہ اہل فترت سے تھے اور
اہل فترت پر عذاب نہین مع اختلاف مسئلہ انتہی۔
مین کہتا ہون کہ اس مسئلہ مین علی قاری کا غلو برا ہی کیونکہ
اس مین رسول اللہ صلعم کی صریحی اہانت اور اونکے
حضور مین بے ادبی ہے جب حافظ سیوطی نے اقوال
قائلین اسلام کو بدلائل ترجیح دی تو باوجود ذکر خلاف کے
بہی اون کے دعوے اجماع کے لیے محل باقی نہین رہا
اب علی قاری کا یہ قول کہ بالکتاب والسنۃ
تو اس کا حال یہ ہے کہ اون مین سے بعض ضعیف ہین
جنسے حجت قائم نہین ہو سکتی اور بعض ماول اور خلاف
ظاہر پر محمول اور بعض منسوخ ہین تو اوس سے احتجاج
باقی نہین جن مین سے بعض کی تحقیق مین نے رسائل سیوطی
سے کی جو اوس کا طالب ہو وہ اوس مین دیکھے۔
اب علی قاری کا یہ کہنا کہ بالقیاس تو مین یہ نہین
جانتا کہ اس سے کیا مراد ہے بجز اس کے کہ بعض بعض
اہل فترت کے نسبت وارد ہوئین اور یہ بات مقرر
ہو چکی کہ اہل فترت کے بارہ مین بہی اختلاف ہے جمہور اونکی نجات کے

وبعضهم على انهم يمتحنون في الآخرة مع ان
هذين الوالدين تقرر وتحرر انهما من اهل الفطرة
لا الفترة فبطل القياس وزال الالتباس ومن ما
اغرب غرابة على القاري في كلام ابن حجر ما
لم يحن له ان ابن الحجر في نظره كرامة النبي صلعم
فاقتضى حسن ظنه بشأن ابويه فوجّه وجهًا
كاد وجيهًا واما قوله قبل الايمان لا يستحق
الاستغفار فليس له حاصل اذا اهل الفترة
عند الجمهور ناجون وكونهم اهل الفترة لا يمنع
الاستغفار لهم بل هم اليه احوج من غيرهم
كما اشار اليه ابن حجر لقوله في حق امه عليه السلام
ودعوى الجمهور على موت ابويها على الكفر انما
كدعاويه السابقة لان هذه المسئلة راجعة
الى مسئلة اهل الفترة قال التفتازاني في التلويح
اذا بلغ في شاهق الجبل ولم تبلغه الدعوة
فمات ولم يسلم كان معذورًا عند عامة المشائخ
انتهى وقال ابن حجر والذي عليه اكثر اهل السنة
والجماعة انه لا يجب توحيد ولا غيره الا بعد
ارسال الرسل وفي مكان آخر قال ما عليه

اور بعض اسکے قائل ہین کہ اونکا امتحان آخرت مین ہوگا
علاوہ اسکے ان والدین کی نسبت ثابت ہوچکا اور لکھا
جا چکا کہ وہ اہلِ فطرت سے ہین نہ فترت سے لہذا قیاس باطل
و شبہ زائل ہوگیا اور نہایت عجیب بات وہ ہے جو علی قاری نے
کلام ابن حجر کے متعلق لکھی شاید وہ یہ نہین جانتے کہ
ابن حجر کی نظر آنحضرت صلعم کی کرامت پر تھی جو شانِ
ابوین مین حسنِ ظن کی مقتضی ہوئی تو ایسی توجیہ کی جو قریبًا
وجیہ ہوگئی اور علی قاری کا یہ قول کہ ایمان کے قبل
استغفار کا استحقاق نہین فضول ہے اس لیے کہ
جمہور کے نزدیک اہلِ فترت ناجی ہین اور یہ اون کے
حق مین استغفار کو مانع نہین بلکہ وہ دوسرون کی نسبت
استغفار کے زیادہ محتاج ہین جسکی طرف ابن حجر نے اپنے
قول سے آنحضرت صلعم کی والدہ کے حق مین اشارہ کیا کہ جمہور کا
دعوائے موت ابوین بحالتِ کفر پہلے دعوون کی طرح ہے
کیونکہ یہ مسئلہ اہلِ فترت کے مسئلہ کی طرف راجع ہے تفتازانی نے
تلویح مین کہا کہ اگر کوئی پہاڑ کی چوٹی پر پہونچکر مرگیا اور اوسے
دعوت نہ پہونچی اور نہ اسلام لایا تو عام مشائخ کے نزدیک وہ معذور ہے
انتہی اور ابن حجر نے کہا کہ اکثر اہلِ سنت وجماعت کے نزدیک توحید
یا اور احکام جبتک رسول نہ بھیجے جائین واجب نہین اور دوسری جگہ

الاشاعرة من اهل الكلام والاصول والشافعية
من الفقهاء ان اهل الفترة لا يعذبون انتهى
وكذا فى المواهب قال الشعرانى فى اليواقيت
والجواهر اعلم يا اخى ان المراد باهل السنة والجماعة
فى عرف الناس اليوم هو الشيخ اه الاشعرى ومن
سبقه بالزمان كالشيخ ابى المنصور الماتريدى
وقد كان الماتريدى اماما عظيما فى السنة
كالشيخ الاشعرى ولكن لما غلب اصحاب الاشعرى
على اصحاب الماتريدى كان الماتريدى اقل شهرة
فان اتباع الماتريدى ماوراء نهر سيحون
واما اتباع الاشعرى فهم منتشرون فى اكثر
بلاد الاسلام كخراسان والعراق والشام ومصر
وغيرها من البلاد ولذلك صار الناس
يقولون فلان عقيدة اشعرية وليس مرادهم
نفى صحة عقيدة غير الاشعرى مطلقا كما
اشار ذلك فى شرح المقاصد انتهى قال اليافعى
فى ذكر مناقب الاشعرى فلما كثرت تواليفه
ونصر مذهب اهل السنة وبسطت تعلقت بها
اهل السنة من المالكية والشافعية واكثر الحنفية

کہ اشاعرہ اہل کلام و اصول و فقہاے شافعیہ
کے نزدیک اہل فترت پر عذاب نہیں ہوگا انتہے
کما فی المواہب۔ امام شعرانی یواقیت والجواہر میں
لکھتے ہین کہ آجکل عام طور پر اہل سنت وجماعت سے
شیخ اشعری مراد ہین اور وہ جو اون سے پہلے ہین
جیسے شیخ ابی منصور ماتریدی اور یہ شیخ اشعری کی طرح
اہل سنت کے بڑے امام تہے لیکن جب اصحاب
اشعری اصحاب ماتریدی سے بڑہ گئے تو ماتریدی کی
شہرت کم ہوگئی کیونکہ تابعین ماتریدی ماوراء نہر
سیحون ہین اور تابعین اشعری اکثر بلاد اسلام
خراسان وعراق وشام ومصر مین پہیلے ہوی
ہین اسی لیے لوگ کہنے لگے کہ فلان اشعری عقیدہ
کا ہے جس سے اون کا مطلب غیر اشعری کے
عقیدہ کی نفی صحت مطلقاً نہیں جیسا کہ شرح
مقاصد مین ہے انتہے۔ امام یافعی نے ذکر مناقب
اشعری مین لکہا ہے کہ جب اون کی تالیفات
بہت ہوئین اور مذہب اہل سنت مدد پاکر پہیلا
تو اون تالیفات سے بیشتر مالکیہ وشافعیہ
واکثر حنفیہ وابستہ ہوے اب اہل سنت

فاهل السنة بالمغرب والمشرق بلسانه يتكلمون
وبحجته يحتجون انتهى وكذا البيهقي في اثناء الكلام
في الثناء على الاشعري قال وكثرت الاصحاب
من الحنفية والمالكية والشافعية الى آخره
فهذه العبارات تنادي باعلاء النداء ان اكثر
اهل السنة هم الاشاعرة من المالكية والشافعية
واكثر الحنفية ولم يخرج الا قليل من الحنفية وهم
اهل ماوراء النهر فاذا كان نجات اهل الفترة
مذهب الاشاعرة وهم من ذكر قبل فلا يصح
قوله ثم الجمهور على خلاف ذلك فليس الا عدم
التامل في ماهنالك بل قال الشيخ ابن
الهمام في عقيدة السائرة ما حاصله ان
الحنفية ايضاً اختلفوا في من يبلغه الدعوة
ومات ولم يؤمن فعند ابي المنصور الماتريدي
واكثر المشائخ انه يخلدون في النار كمذهب
المعتزلة وعند ائمة البخاري من الحنفية
انه ليس من اهل النار كمذهب الاشاعرة
انتهى ولا شك انهم اقل والحنفية منتشرون
في اكثر بلاد الاسلام وحينئذ يتعين ان يقال

مغرب و مشرق مین انہین کے کلام و دلیل کو پیش
کرتے ہین ملتقطہ اسی طرح بیہقی نے اثناے کلام
اشعری کی تعریف مین کہا کہ اور بہت ہو گئے
اصحاب حنفیہ و مالکیہ و شافعیہ مین سے الی آخرہ
تو یہ عبارتین بلند آواز سے پکارتی ہین کہ بیشتر اہل سنت
اشاعرہ مالکیہ و شافعیہ و اکثر حنفیہ ہین اور خارج
کمتر حنفیہ ہین جو اہل ما وراء النہر ہین تو جب مذہب
اشاعرہ نجات اہل فترت ہوا اور اشاعرہ وہ ہین
جنکا ذکر ہو چکا تو علی قاری کا یہ قول صحیح نہین ہے
کہ ثم الجمہور الخ لہذا یہ قول محض سرسری ہے
بلکہ شیخ ابن ہمام نے عقیدہ سائرہ مین کہا جسکا خلاصہ
یہ ہے کہ حنفیہ نے بھی اون لوگون کے متعلق جو قبل
تبلیغ دعوت بلا ایمان مرجائین اختلاف کیا ہے
ابی منصور ماتریدی اور اکثر مشائخ کے نزدیک
تو وہ دوزخی ہین مثل مذہب معتزلہ کے اور ائمہ
بخاری حنفیہ کے نزدیک مثل مذہب اشاعرہ کے
وہ دوزخی نہین ہین انتہی اور بیشک وہ کم ہین
اور حنفیہ اکثر اسلامی شہرون مین پھیلے ہوے
ہین اور اس وقت یہ کہنا ٹھیک ہو گا کہ

القول بان اهل الفترة ناجون هو مذهب
جمهور الحنفية فضلاً عن سواهم من سائر
المذاهب واما قول علي القاري ومنعوا جواز
ايضاً بان ايمان اليأس غير مقبول اجماعاً فاجاب
ابن حجر بان كون الايمان لا ينفع بعد الموت
محله في غير الخصوصية والكرامة انتهى واما
ما قال هذا الحديث صريح في رد ما تثبت به
بعضهم فينبغي ان اقول لا رد فيه لذلك التثبيت
فانه ليس فيه الا عدم الاذن في الاستغفار
وهذا لا يقتضي عدم كونهما من اهل الفترة
لانه يمكن ان الاستغفار كان لامر خاص انتهى

خاتمه - في عنوان البصائر شرح اشباه
والنظائر اعلم ان السلف اختلفوا في ابوي
الرسول صلعم هل ماتا على الكفر ام لا فذهب
الى الاول جمع منهم صاحب التيسير وذهب
الى الثاني جماعة منهم متمسكين باحاديث دالة على
طهارة نسبه الشريف من دنس الشرك وشين
الكفر ولفر من الجمع الاول قالوا بنجاتهما من
النار منهم الامام القرطبي فانه قال ان الله

اہل فترت کا ناجی ہونا جمہور حنفیہ کا مذہب ہی باقی
مذاہب چھوڑکر۔ اب علی قاری کا یہ قول کہ اس کے
جواز کو بھی منع کیا ہے اسلیے کہ ایمان یأس اجماعاً
مقبول نہین ابن حجر نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ
ایمان بعد موت کے نافع نہ ہونے کا محل خصوصیت
وکرامت کے ماسوا ہے انتہے۔ اور یہ جو علی قاری نے
کہا کہ یہ صریح حدیث اوس چیز کے رد مین ہے جو
بعض لوگ ثابت کرتے ہین تو مین کہہ سکتا ہون کہ
اس ثبوت کی رد اسمین نہین ہے کیونکہ اوسمین بجز
عدم اجازت استغفار کے اور کچھہ نہین جو اونکی اہل فترت سے
نہ ہونے کا مقتضی نہین کیونکہ ممکن ہے کہ امر خاص کے لیے استغفار ہو انتہے

خاتمہ۔ عنوان البصائر شرح اشباہ والنظائر
مین ہے کہ سلف نے والدین آنحضرت صلعم کے متعلق
اختلاف کیا ہے کہ کیا وہ کفر پر مرے یا نہین بہت لوگ تو
امر اول کی طرف گئے ہین اونمین مین صاحب تیسیر ہین اور بہت سے
امر ثانی کی طرف اور وہ اون احادیث سے متمسک ہین جو نسب
شریف کی کثافت شرک وکفر سے طاہر ہونے پر دلالت کرتی ہین
اور جماعت اول سے چند لوگ اونکی دوزخ سے نجات پانے کے
قائل ہین اونمین مین امام قرطبی ہین جو کہتے ہین کہ اللہ نے

احیاهما له علیه السلام وامنا به فان قلت
الیس الحدیث الذی ورد فی احیائهما موضوعًا
قلت زعمه بعض الناس الا ان الصواب انه
ضعیف لا موضوع ولقد احسن الحافظ ناصر الدین
الدمشقی حیث قال ؎

حبا الله النبی مزید فضل	علی فضل وکان به رؤفا
فاحیی امه وکذا اباه	لایمان به فضلا لطیفا
فسلم فالقدیم بذا قدیر	وان کان الحدیث به ضعیفا

نص علی کون الحدیث ضعیفا لا موضوعا۔

فائدة مهمة۔ قال الخفاجی فی نسیم
الریاض شرح شفاء قاضی عیاض قال النووی فی
الاذکار ذکر الفقهاء والمحدثون انه یجوز ویستحب
العمل فی الفضائل والترغیب والترهیب بالحدیث
الضعیف ما لم یکن موضوعا واما الاحکام کالحلال
والحرام والمعاملات فلا یعمل الا بالحدیث الصحیح
او الحسن الا ان یکون فی احتیاط فی شیء من ذلک
کما اذا ورد حدیث ضعیف بکراهة بعض البیوع
او الانکحة فان المستحب ان یتنزه عنه ولکن لا یجب
وقال محمد بن علان البکری فی شرح الاذکار قال الزرکشی

اونکو آنحضرت صلعم کے لیے زندہ کر دیا اور وہ آپ پر ایمان
لائے۔ اگر تم یہ کہو کہ حدیث احیا۔ کیا موضوع نہین ہے
تو مین کہونگا کہ اگرچہ بعض نے اوسکو موضوع جانا ہے
مگر حقیقتًا وہ ضعیف ہے موضوع نہین حافظ ناصر الدین
دمشقی نے خوب کہا کہ ؎ اللہ نے نبی کی زیادہ بزرگی
ثابت کی اور وہ اونپر بہت مہربان تہا تو اون کی مان
اسی طرح باپ کو فضل لطیف سے اونپر ایمان لانیکے لیے زندہ کیا
لہذا مان لے کیونکہ قدیم اسپر قادر ہے اگرچہ اسکے متعلق حدیث ضعیف ہو
یہ اسکی دلیل ہے کہ حدیث ضعیف ہے نہ موضوع۔

فائدہ مہمہ۔ خفاجی نے نسیم الریاض شرح شفا قاضی
عیاض مین کہا کہ اذکار امام نووی مین ہے کہ فقہا و محدثین
کے نزدیک فضائل و ترغیب و ترہیب مین عمل بحدیث ضعیف
اگر وہ موضوع نہ ہو تو جائز و مستحب ہے لیکن احکام حلال
وحرام و معاملات مین بجز حدیث صحیح یا حسن کے عمل
جائز نہین مگر جب کسی چیز سے احتیاط کے متعلق ہو
چنانچہ جب حدیث ضعیف بعض بیعون یا نکاح کے
مکروہ ہونے کے متعلق وارد ہو تو اوس سے
احتراز مستحب ہے واجب نہین اور محمد بن
علان بکری نے شرح اذکار مین کہا کہ زرکشی نے کہا

نقل المصنف في الجزء الذي جمعه في اباحة القيام
الاتفاق فقال اجمع اهل الحديث وغيرهم
على العمل في الفضائل ونحوها مما ليس فيه حكم
ولا شئ من العقائد وصفات الله تعالى بالحديث
الضعيف في فضائل الاعمال انتهى وذكر في شرح
المهذب بانه يعمل بالضعيف اذا روي من طرق
مفرداتها ضعيفة فانها تقوى بعضها بعضا و
يصير حسنا ويحتج به وجوز العمل بالضعيف مع
شاهد المقوي دون الموضوع مع الشاهد
لان للضعيف اصل في السنة وهو غير مقطوع
بكذبه ولا اصل للموضوع فشاهده كالبناء
على الماء انتهى والضعيف هو ما لم يجتمع فيه
شروط الصحيح والحسن وتتفاوت درجاته في
الضعيف بحسب بعده من شروط الصحيح والحسن
ويجوز عند العلماء التساهل في اسانيد الضعيف
وروايته والعمل به دون الموضوع من غير
ضعفه في المواعظ والقصص وفضائل الاعمال
وسائر فنون الترغيب والترهيب لا في صفات
الله تعالى واحكام الحلال والحرام وسائر مسائل

که مصنف نے اوس جزو مین جسکو اوسنے اباحت قیام
اتفاق مین جمع کیا نقل کیا ہے کہ اہل حدیث اس امر پر
متفق ہین کہ فضائل وغیرہ مین حدیث ضعیف پر عمل و اتفاق
درست ہے کہ جب وہ متعلق باحکام وعقائد وصفات الٰہی نہون
انتہی اور شرح مہذب مین ہے کہ حدیث ضعیف پر اوسوقت
عمل کیا جائیگا جب وہ کئی طریقون سے مروی ہو اور اوسکے
مفردات ضعیف ہون کیونکہ وہ بعض بعض کو قوی کردیتے ہین
تو حدیث حسن ہو جاتی ہے اور اوس سے حجت لائی جاسکتی ہے
اور حدیث ضعیف پر عمل جائز کیا شاہد قوی کے ہوتے نہ کہ حدیث
موضوع پر باوجود شاہد کیونکہ احادیث مین ضعیف کی تو ایک
اصلیت ہے اور کذب شاہد سے اسکی اصلیت نہین جاسکتی
اور حدیث موضوع کی اصلیت ہی نہین اوسکا شاہد مانند
نقش برآب ہے انتہی۔ اور ضعیف وہ ہے جسمین شرط صحیح وحسن جمع
نہ ہون جسقدر درجات اوسکے ضعف مین مختلف ہونگے اوسی قدر
شروط صحیح سے اوسکا بعد ہوگا اور علماء کے نزدیک اسانید ضعیف
اور اوسکی روایت وعمل مین تساہل جائز ہے نہ کہ موضوع مین
بلا اوسکے ضعف کے نصیحتون اور قصون اور فضائل اعمال
و باقی فنون ترغیب وترہیب مین نہ اللہ تعالےٰ کے
صفات وحلال وحرام کے احکام وباقی مسائل عقائد

تعلق بالعقائد والاحکام انتہی وفی منہج الوصول
الی الاحادیث الرسول فی الخلاصة وغیرھا
ان عند العلماء والمحدثین التساھل فی اسانید
الضعیف جائز لا فی الموضوع بدون بیان ضعفه
فی المواعیظ والقصص وفضائل الاعمال لا فی
صفات ذی الجلال واحکام الحرام والحلال
انتہی قلت ھذہ لزیادة الاھتمام بشان الصفات
والاحکام قال ابن الصلاح وممن یرخص فی
روایة الضعیف فیما ذکرناہ یعنی الترغیب
والترھیب انتہی وقال علی بن مبارك شاہ
والذی اظنه صوابا ان الاحکام الخمسة لا یثبت
شئ منها الا بالحدیث الصحیح او الحسن ویجوز
روایة الضعیف فی فضل ما ثبت منهما صرح
بذلك ابن الصلاح وایضا نقل ابن الصلاح
عن حافظ ابن منده عن محمد ابن سعد ان
العمل بحدیث الموضوع غیر جائز وبحدیث
الضعیف فی الاحکام ایضا جائز ان کان للاحتیاط
فی شئ وقال من مذهب النسائی تخریج الحدیث
عن الذی ترکه لیس بمجمع علیه وفی الخلاصة

عقائد و احکام مین انتہی اور منہج الوصول الی احادیث
الرسول مین ہے کہ خلاصہ وغیرہ مین ہے کہ علماء و محدثین
کے نزدیک حدیث ضعیف سے سند لینے مین تساہل جائز ہے
نہ موضوع مین بلا اوسکے بیان ضعف کے مواعیظ و قصص
و فضائل اعمال مین نہ کہ صفات حق اور حرام و حلال کے
احکام مین انتہی - میرے نزدیک یہ اسلیے ہو کہ شان صفات
و احکام کے لیے زیادہ اہتمام درکار ہے ابن صلاح نے کہا
کہ اور جنہین روایت ضعیف کی اجازت دیجاتی وہ ترغیب
و ترہیب ہے انتہی - اور علی بن مبارک شاہ نے کہا کہ میرے
نزدیک صواب یہ ہے کہ احکام پنجگانہ مین کوئی چیز بجز
حدیث حسن یا صحیح کے ثابت نہین ہو سکتی اور روایت
ضعیف اون فضائل مین جو اون سے ثابت ہین
جائز ہے اسکی تصریح ابن صلاح نے کی نیز ابن
صلاح نے حافظ ابن مندہ سے اونہون نے
محمد بن سعد سے نقل کیا کہ عمل بحدیث موضوع
جائز نہین اور بحدیث ضعیف احکام مین جائز ہے
اگر کسی چیز مین احتیاط کے لیے ہو اور کہا کہ
تخریج حدیث اوس چیز سے جس کا ترک متفق
علیہ نہین مذہب نسائی ہے اور خلاصہ

وابوداؤد ایضاً اخذ بماخذ النسائی وتخریج الضعیف
لما لم یجد فی ذلک الباب غیر ذلک الحدیث
لان الضعیف عندہ اقوی من رای الرجال
وفی تدریب الراوی یعمل بالضعیف فی الاحکام
اذا کان فیه احتیاط واللہ اعلم وقال الحافظ
ابن سید الناس فی السیرۃ روی ان عبد اللہ
ابن عبد المطلب وآمنة بنت وهب ابوی
النبی صلعم اسلما وان اللہ احیاهما له فآمنا به
وروی ذلک ایضاً فی حق جدہ عبد المطلب
ثم قال وهو مخالف لما اخرجه احمد عن ابی
رزین العقیلی قال قلت یارسول اللہ این
امی فقال امک فی النار قلت فاین من مضی
من اهلک قال اما ترضی ان تکون امک
مع امی قلت هذا ایضاً غیر مضر لنا کما یرجی به
لفظ ترضی وعلی العاقل لا یخفی ثم قال فی السیرۃ
وذکر بعض اهل العلم فی الجمع ما حاصله ان من
الجائز ان تکون هذه الدرجة حصلت له
علیه السلام بعد ان لم تکن وان یکون الاحیاء
والایمان متاخراً عن ذلک فلا معارضة

وابوداؤد مین بھی ماخذ نسائی سے اخذ کیا ہے اور
تخریج حدیث ضعیف کی جائیگی جبکہ اوس باب مین
بجز اوس کے کوئی اور حدیث نہ ہو اسلیے کہ ضعیف
اونکے نزدیک آدمیون کی رائے سے بہتر ہے اور
تدریب الراوی مین ہے کہ احکام مین حدیث ضعیف پر
عمل کیا جائیگا جب اوسمین احتیاط ہو واللہ اعلم۔
حافظ ابن سید الناس نے سیرت مین کہا کہ عبد اللہ بن
عبد المطلب و آمنہ بنت وہب آنحضرت صلعم کے والدین اسلام
لائے اور اللہ نے اونکو آپکے لیے زندہ کیا اور وہ ایمان لائے اور
ایساہی آپکے دادا عبد المطلب کے حق مین بھی مروی ہے پھر کہا
کہ وہ اوس حدیث کے مخالف ہے جسکو احمد نے ابی رزین
عقیلی سے روایت کیا کہ مین نے کہا کہ یارسول اللہ میری مان
کہان ہے فرمایا کہ دوزخ مین مین نے کہا کہ اور آپکے اگلے بزرگ
فرمایا کہ کیا تم اپنی مان کے میری مان کے ساتھ ہونے پر راضی نہین
مین کہتا ہون کہ یہ بھی ہمارے مضر نہین جیسا لفظ ترضی
سے امید کیجاتی ہے جو عقلمند پر مخفی نہین پھر سیرۃ مین کہا کہ
بعض اہل علم نے جمع مین ذکر کیا جسکا خلاصہ یہ ہے کہ ظاہرا
یہ درجہ بعد کو آنحضرت صلعم کو حاصل ہوا ہو پہلے نہ ہو
اور احیاء و ایمان اس سے متاخر ہو تو کوئی معارضہ نہین

انتهى ملخصاً وسئل القاضي ابوبكر ابن العربي
احد الائمة المالكية عن رجل قال ان ابا
النبي صلعم في النار فاجاب بانه ملعون لان الله
تعالى يقول ان الذين يؤذون الله ورسوله
لعنهم الله في الدنيا والآخرة قال ولا اذى اعظم
من ان يقال عن ابيه انه في النار وقال السهيلي
في روض الانف وليس لنا ان نقول ذلك في
ابويه صلعم لقوله لا تؤذوا الاحياء بسبب الاموات
والله تعالى يقول ان الذين يؤذون الخ وقد امرنا
ان نمسك اللسان اذا ذكرا صحابه بشئ يرجع
ذلك الى العيب والنقص فيهم فالاولى ان نمسك
ونكف عن ابويه واذا تقرر هذا فحق المسلم ان
يمسك لسانه عما يخل بشرف نسبه بوجه من
الوجوه ولا خفاء في ان اثبات الشرك في ابويه
اخلال ظاهر لشرف نسبه الطاهر وقال الشيخ
عبد الوهاب الشعراني المصري في كتابه اليواقيت
والجواهر في عقائد الاكابر اعلم انه ينبغي لكل
مومن بر اجداده وآبائه المسلمين وغير آبائه
من اكابر الاولياء من آدم الى ابيه الاقرب انتهى

انتہے ملخصاً۔ قاضی ابوبکر ابن العربی سے جو ائمہ مالکیہ مین
تہے ایک مرد کی نسبت سوال کیا گیا جو یہ کہتا تہا کہ والدین
نبی صلعم دوزخ مین ہین تو جواب دیا کہ وہ ملعون ہی کیونکہ اللہ تعالی
فرماتا ہی کہ جو لوگ اللہ اور اوسکے رسول کو ایذا دیتی ہین اونپر
اللہ نے دنیا و آخرت مین لعنت کی اور اس سی بڑہکر کوئی
اذیت نہین ہوسکتی کہ اونکے والد کو دوزخی کہا جاے امام سہیلی نے
روض الانف مین کہا کہ آنحضرت صلعم کی والدین کے متعلق
ہمکو یہ کہنا جائز نہین کیونکہ آپنے فرمایا ہی کہ زندونکو بسبب مردون کے
اذیت نہ دو اللہ تعالی فرماتا ہی کہ جو لوگ اللہ اور اوسکی رسول کو
اذیت دیتی ہین الخ بلکہ جب آپکی صحابہ کا ذکر اسطرح کیا جاے جس سے
عیب و نقص لازم آتا ہو تو ہمکو اپنی زبان روکنی کا حکم دیا گیا ہی لہذا
بہتر یہ ہی کہ ہم آنحضرت صلعم کی والدین کی متعلق بہی اپنی زبان بند
رکہین لہذا ہر مسلمان کو اپنی زبان ایسی باتون سی جس سی آپکی شرف
نسب مین کسی طرح کا بہی خلل پڑے روکنا چاہیے اور اسمین شک نہین
آنحضرت صلعم کی والدین کا شرک ثابت کرنا آپکی شرف نسب مین
خلل اندازی ہی شیخ عبد الوہاب شعرانی مصری نے اپنی کتاب
یواقیت والجواہر فی عقائد الاکابر مین لکھا کہ ہر مسلمان کو
آنحضرت صلعم کے اجداد و آبا مسلمین واکابر اولیاء
حضرت آدم سے آپکے والد تک کی عزت ملحوظ رکہنا چاہیے انتہے

واما وجوب الكف عن الخوض في حكم ابوي النبي صلعم
في الاخرة فللشيخ جلال الدين السيوطي في هذه
المسئلة ست مولفات وقد طالعتها كلها واوثقها
ترجع الى ان الادب مع رسول الله صلعم واجب
وان من اذاه فقد اذى الله تعالى وقال الله
تعالى ان الذين يوذون الله ورسوله لعنهم الله
في الدنيا والاخرة ولهم عذاب عظيم وفي القرآن
العظيم وما كنا معذبين حتى نبعث رسولا ومن
طالع فيما نقله اهل السير من كلام عبد المطلب
لما اراد نحر عبد الله في قصة حضرة بئر زمزم شهد له
بالتوحيد وصاحب التوحيد سعيد باي وجه كان
توحيده قال الجلال السيوطي وقد ورد في الحديث
ان الله احيا ابويه صلعم حتى امنا به وعلى ذلك
جماعة من الحفاظ منهم الخطيب البغدادي وابو القاسم
ابن عساكر وابو حفص ابن شاهين السهيلي و
القرطبي ومحب الطبري وابن المنير وابن سيد الناس
والصفدي وابن ناصر الدين الدمشقي وغيرهم
رضي الله عنهم اجمعين قال المحب الطبري والله
تعالى قادر على ان يحيي ابويه صلعم حتى يومنا به

اور آنحضرت صلعم کے والدین کے متعلق جو کچھ آخرت مین ہوگا
اوسمین غور وفکر نہ کرنیکی بابت شیخ جلال الدین سیوطی کی چھہ مولفات
ہین مین نے سب کا مطالعہ کیا ہی جسکا نتیجہ یہ نکلتا ہی کہ آنحضرت
صلعم کے ساتھ ادب واجب ہی اور جس نے آنحضرت صلعم کو اذیت
دی اوس نے اللہ کو اذیت دی اللہ تعالی فرماتا ہی کہ جو لوگ
اللہ اور اوسکے رسول کو ایذا دیتے ہین اللہ دنیا و آخرت مین لعنت کرتا ہے
اور اونکے لیے بڑا عذاب ہی۔ اور قرآن عظیم مین ہے کہ ہم اون
لوگون پر عذاب نہین کرتے جبتک رسول نہین بہیج لیتے
اور جس نے اہل سیر کا وہ کلام جو اونہون نے عبد المطلب سے
دربارۂ ارادۂ ذبح عبد اللہ اور چاہ زمزم کہودنے کی نقل کیا ہے
دیکھا ہے اونکی بابت وہ توحید کی شہادت دیگا اور
صاحب توحید ہر حال مین سعید ہی جلال الدین سیوطی نے
کہا کہ حدیث مین ہی کہ اللہ نے آپکے والدین کو زندہ کیا
اور وہ آپ پر ایمان لائے اور اسی پر ایک جماعت حفاظ کی ہے
جنمین خطیب بغدادی و ابو القاسم ابن عساکر و ابو حفص ابن
شاہین سہیلی و قرطبی و محب الدین طبری و ابن منیر و ابن
سید الناس و صفدی و ابن ناصر الدین دمشقی وغیرہم ہین
محب طبری نے کہا کہ اللہ تعالی اسپر قادر ہے کہ اوسنے
والدین آنحضرت صلعم کو زندہ کردیا ہو اور وہ با ایمان مر گئے ہون

ثم یموتا ویکون ذلک مما اکرم اللہ تعالی بہ سید
الاولین والآخرین وقال القرطبی لیس احیاءھما
وایمانھما بہ صلعم یمتنع لا عقلاً ولا شرعاً فقد ورد
فی القرآن احیاء قتیل بنی اسرائیل حتی اخبر
بقاتلہ انتہی وکان ابوبکر ابن العربی المالکی الفقیہ
المحدث یقول ما عندی احد اشد اذی لرسول
اللہ صلعم ممن یقول ان ابوی رسول اللہ صلعم
فی النار وفی حدیث مسلم لا تؤذوا الاحیاء بسبب
الاموات فیحرم جزماً ان یقال ان ابوی النبی صلعم
فی النار انتہی قال الجلال السیوطی خاتمۃ حفاظ
مصر قد صرح جماعات کثیرۃ بان ابوی النبی صلعم
لم تبلغھما الدعوۃ واللہ یقول وما کنا معذبین
حتی نبعث رسولا وحکم من لم تبلغہ الدعوۃ
انہ یموت ناجیاً ولا یعذب ویدخل الجنۃ قال
وھو مذھبنا لا خلاف فیہ بین المحققین
من ائمتنا الشافعیۃ فی الفقہ والاشاعرۃ
فی الاصول ونص علی ذلک الامام الشافعی
وتبعہ علی ذلک الاصحاب قال الحافظ السیوطی
ومما توضح لک انھما لم تبلغھما الدعوۃ انھما

اور اسی بات سے اللہ نے آنحضرت صلعم کو بزرگی دی اور قرطبی نے
کہا کہ اونکا زندہ ہوکر آنحضرت صلعم پر ایمان لانا نہ عقلاً ممنوع ہے
نہ شرعاً کیونکہ قرآن مین قتیل بنی اسرائیل کا مقتول نے اپنے قاتل کو
بتایا زندہ ہونا وارد ہے انتہی۔ اور فقیہ محدث ابوبکر ابن
عربی مالکی کہا کرتے تھے کہ میرے نزدیک رسول اللہ صلعم کو
اذیت دینے والا اوس سے بڑھکر کوئی نہین جو یہ کہے کہ
رسول اللہ صلعم کے والدین دوزخ مین ہین مسلم کی حدیث
مین ہے کہ زندون کو مُردون کی وجہ سے اذیت نہ دو
تو یہ کہنا قطعی حرام ہے کہ والدین آنحضرت صلعم دوزخ مین
ہین انتہی۔ خاتمہ حفاظ مصر جلال الدین سیوطی نے کہا
کہ جماعات کثیرہ نے اس کی تصریح کی کہ آنحضرت صلعم
کے والدین کو دعوت نہین پہونچی اور اللہ فرماتا ہے
کہ ہم عذاب نہین کرتے جب تک رسول نہ بھیج لین
اور جس کو دعوت نہ پہونچی اوس کا حکم یہ ہے کہ وہ
ناجی غیر معذب وجنتی ہے یہی ہمارا مذہب ہے
اور اس مین درمیان محققین ائمہ فقہاء شافعیہ و اشاعرہ
اختلاف نہین ہے اور اس پر امام شافعی دلیل لائے
اور اونکی متابعت اصحاب نے کی حافظ سیوطی نے کہا
کہ اون کو دعوت نہ پہونچنا اس امر سے بھی واضح ہوتا ہے

ماتا فی حداثة سن رسول اللہ صلعم وصحح العلائی
وغیرہ ان والد رسول اللہ صلعم عاش من العمر
ثمانی عشرة سنة والدته ماتت فی حدود
العشرین ومثل هذا العمر لایسع التفحص علی
المطلوب فی التوحید مع القول بان اللہ تعالی
لم یحییهما حتی آمنا به مع ان ذلک الزمان
الذی کانا فیه کان زمانا قد عم فیه الجهل والفترة
انتهی ونقل ابو جعفر ابن حبیب فی تاریخه عن
ابن عباس ان عدنان ومعد وربیعه بن
خذیمة واسد کانوا علی ملة ابراهیم فلا تذکروهم
الا بخیر وروی الزبیر بن بکار مرفوعا لا تسبوا مضر
ولا ربیعة فانهم کانا مسلمین قلت ولهذا الاثر
شاهد عند ابن حبیب عن مرسل سعید بن
المسیب فافهم واغتنم ثم رایت فی رسالة الشیخ
عبد الحلیم عبارة تناسب هذا المقام فاحسنت
ادخالها قال فحق المسلم واللائق بحاله ان تکون
له غیرة فی هذا النسب ان تمسک لسانه عما
یخل بشرف نسب نبینا بوجه من الوجوه ویحفظ
لسانه عن شئ یودی الی العیب النقص فیه

کہ وہ رسول اللہ صلعم کی صغر سنی مین مرے اور اسکی
تصحیح علائی وغیرہ نے کی کہ رسول اللہ صلعم کے والد کی
اٹھارہ ۱۸ اور والدہ کی بیس ۲۰ برس کی عمر ہوئی اور ایسی عمر
تلاش مطلوب معاملۂ توحید کے لیے کافی نہین اس قول کے
کہ اللہ تعالی نے اونکو زندہ نہین کیا اور وہ آپ پر
ایمان نہین لائے باوجود اسکے کہ وہ اوس زمانہ مین تھے
جس مین جہل وفترہ عام تھی انتہے - اور ابو جعفر ابن
حبیب نے اپنی تاریخ مین ابن عباس سے نقل کیا
کہ عدنان ومعد وربیعہ بن خذیمہ واسد ملت ابراہیم پر
تھے لہذا اونکو بخیر یاد کرنا چاہیے اور زبیر بن بکار نے
مرفوعا روایت کی کہ مضر وربیعہ کو برا نہ کہو کیونکہ
وہ مسلمان تھے مین کہتا ہون کہ ابن حبیب کے
پاس اسی کے شاہد سعید بن المسیب کی بھی ایک
حدیث مرسل ہے پھر مین نے رسالہ شیخ عبد الحلیم مین
ایک عبارت مناسب مقام دیکھی لہذا لکھتا ہون
کہا ھے مسلمان کو اس نسب مین غیرت ہونا
چاہیے اور اپنی زبان ایسی بات سے جس سے
آنحضرت صلعم کے شرف نسب مین کسی طرح کا
خلل ہو یا منجر بنقص وعیب ہو روکنا چاہیے

لان مرتبته ارفع ولاخفاء فی ان اثبات الشرک فی
ابویه اخلال ظاهر لشرف نسبه الطاهر وقال
بعض المحققین انه لا ینبغی ذکر هذه المسئلة مع
مزید الادب ولیست من المسائل التی یضر جهلها
او لیسئل عنها فی القبر او فی الموقف فحفظ اللسان
عن التکلم فیها الا بخیر اولی واسلم ولنعم ما افاده
الشیخ الدهلوی فی شرح العربی للمشکوة فی باب
زیارة القبور عند حدیث ابی هریرة قوله فلم یؤذن
لی فقیل فیه نزل ما کان للنبی الایه هذا علی
طریقة المتقدمین واما المتاخرون فقد اثبتوا
اسلام والدیه بل جمیع ابائه وامهاته الی ادم
ولهم فی الاثبات ثلث طرق اما انهما کانا علی دین ابراهیم
او انهما لم یبلغهما الدعوة لکونهما فی زمان الفترة
وماتا قبل زمان نبوته صلعم او انهما احیاهما الله
علی یدیه صلعم فامنا به وحدیث الاحیاء وان کان
فی حد ذاته ضعیفا لکنه صححه بعضهم لبلوغ درجة
الصحة لتعدد طرقه وهذا العلم کانه کان مستورا
عن المتقدمین فکشفه الله علی المتاخرین والله یختص
برحمته من یشاء بما شاء من فضله وقد صنفت الشیخ

کیونکہ آپکا مرتبہ اعلی ہی اور یہ امر ظاہر ہی کہ آپکے والدین کو مشرک
کہنے آپکے شرف نسب طاہر مین ظاہر خلل ڈالنا ہی اور بعض محققین
نزدیک تو اس مسئلہ کا ذکر ہی بسبب مزید ادب بہتر نہین اور
نہ مسئلہ ہی ایسا ہی جسکا جہل مضر ہو یا قبر مین سوال کیا جاے
یا حشر مین بازپرس ہو تو اس مسئلہ مین بجز اچھائی کے کچھ نہ بولنا ہی
بہتر ہی شیخ دہلوی نے شرح عربی مشکوۃ باب زیارۃ القبور مین
حدیث ابی ہریرہ مین کیا خوب افادہ کیا ہے کہ قولہ
فلم یوذن لی کہا گیا کہ اسی مین آیۃ ما کان للنبی
اور یہ بر طریقہ متقدمین ہے لیکن متاخرین نے والدین
بلکہ کل آباء و امہات آنحضرت صلعم کا آدم تک اسلام
ثابت کیا ہے اور اثبات مین اون کے لیے تین
طریقے ہین یا یہ کہ وہ دونون دین ابراہیمی پر تھے یا اونکو دعوت
نہین پونہچی کیونکہ وہ زمانہ فترت مین تھے اور آنحضرت صلعم کے
زمانہ نبوت سے قبل وفات پاچکے تھے یا اللہ نے اونکو
آنحضرت صلعم کے ہاتھ پر زندہ کیا اور وہ ایمان لاے اور حدیث
احیا اگرچہ ضعیف ہی لیکن بعض نے اوسکو صحیح مانا ہی کیونکہ
وہ بوجہ اپنی تعدد طرق کے درجہ صحت تک پونہچ گئی ہے
اور یہ علم گویا متقدمین سے پوشیدہ تھا جسکو اللہ نے متاخرین
پر کہولا اور اللہ جسکو جب چاہتا ہی اپنی فضل و رحمت سے خاص کرتا ہے

جلال الدين السيوطي في هذا الباب رسائل وبينه
بدلائل كثيرة واجاب عن شبهة المخالفين ولو نقلناه
لطال الكلام فلينظر فيه وبالغ فيه حتى انه لا يكاد
ينقل مذهب المخالفين صريحا كراهة ان يجري على
لسانه ذلك الا بطريق الكناية جزاه الله خيرا انتهى
وفي حاشية الطحطاوي على الدر المختار ان بعض
الفضلاء كان متفكرا ليلة في ابوي صلعم واختلاف العلماء
في حديث احيائهما وصحة ايمانهما فمن مضعف ومن
مصحح وهل يمكن الجمع بين الاقاويل ام لا فاستمر به الفكر
حتى مال السراج فلما كانت صبيحة تلك الليلة اتاه رجل
من الجند يسأله ان يضيفه فتوجه الى بيته فمر في
اثناء الطريق على رجل خضري قد جلس بباب خزانة
تحت حانوت بها موازينه وباقي الات البيع فقام
هذا الرجل حتى اخذ بعنان دابة الشيخ وقال له شعرا

امنت ان ابا النبي وامه	احياهما الحي القدير الباري
حتى لقد شهدا له برسالة	صدق فتلك كرامة المختار
وبه الحديث ومن يقول بضعفه	فهو الضعيف عن الحقيقة عاري

ثم قال خذها ايها الشيخ ولا تسهر ولا تتعب نفسك
متفكرا حتى غرق السراج وانت امض الى المحل الذي انت

شیخ جلال الدین سیوطی نے اس باب مین کئی رسالے تصنیف کیے ہین
اور اونمین بہت سی دلائل بیان کر کے مخالفین کے شبہہ کا جواب
دیا ہے جسکی نقل مین طوالت ہے اونمین یہانتک لکھا ہے کہ مذہب
مخالفین بھی بوجہ اس کراہت کے کہ وہ زبان پر چلایا جاری
ہوگا صریحا نقل نہ کرنا چاہیے اللہ اونکو جزای خیر دے طحطاوی کے
حاشیہ در مختار مین ہے کہ بعض فضلا کی حکایت ہے کہ وہ ایک شب
والدین آنحضرت صلعم کے متعلق متفکر تھے کہ علما نے اونکی احیا و صحت
ایمان کے متعلق اختلاف کیا ہے تو کون مضعف ہے اور کون مصحح
اور جمع بین الاقوال کیسے ہو سکتی ہے اسی فکر مین سو رہے جب صبح
ہوئی تو ایک جندی اونکے پاس آیا اور اونہین مدعو کیا وہ
اوسکے گھر چلے راستہ مین ایک خضری شخص پر گذرے جو گیہون کے
ڈھیر پر بیٹھا تھا اور اوسکے پاس آلات بیع و اوزان تھے اوسنے
کھڑے ہو کر شیخ کی سواری روک لی اور یہ شعر پڑھے کہ میرا ایمان
ہے کہ آنحضرت صلعم کے والدین کو خدا نے زندہ کیا اور اونہون نے
آنحضرت صلعم کی سچی رسالت کی شہادت دی پس آنحضرت
کی یہ کرامت ہے اور اسکے متعلق حدیث ہے جو اسکو ضعیف کہے
وہ خود ضعیف اور حقیقت سے عاری ہے پھر کہا یا شیخ اس کو
سمجھ لے اور راتون کو نہ جاگ اور متفکر ہو کر اتنا بیخود ہو
کہ چراغ گل ہو جائے اور جہان جا رہا تھا وہان جا

قاصدہ لتاکل منہ لقمۃ حراماً فبہت الشیخ لذلک
وطلب الرجل فلم یجدہ فاستخبر عنہ جیرانہ انہ من
اہل السوق فلم یعرفہ منہم احد واخبروا بانہ لا عہد
لہم برجل یجلس بہذا المحل اصلاً ثم ان الشیخ رجع الی
منزلہ ولم یحضر الی دار الجندی مما سمعہ من مقالۃ ہذا الاستاد انتہی

محاکمہ بالجملۃ ہذہ المسئلۃ لیست من الاعتقاد
ولا حظ للقلب فیہا واما اللسان فحقہا الامساک عما یتبادر
منہ النقصان خصوصاً الی وہم العامۃ لانہم لا یقدرون
علی دفعہ مدارکہ کذا فی الطحطاوی قلت انی لم ادع
ایضاً ان المسئلۃ اجماعیۃ بل ہی اختلافیۃ غیر انی اخترت
اقوال القائلین بالنجات لانہا انسب بمقام المحبۃ وذا عین
الایمان والایقان ثبتنی اللہ المنان والحمد للہ القوی فقد
تبین الرشد من الغی والحمد للہ رب العالمین وسلام
علی المرسلین۔ اللہم تقبل ہذہ الرسالۃ من عبدک الکئیب
الملوم احقر افراد البشر علی المدعو بالانور ابن
مولای ذی السلسلۃ الرفیعۃ العلیۃ القلندریۃ
العلویۃ ابینا ومولانا شاہ علی اکبر قلندر ابن
مولانا شاہ حیدر علی قلندر واجعلہا
خالصۃ لوجہک الکریم ومخلصۃ لاقبال حضرت النبی الرؤف الرحیم

اور لقمہ حرام کھاوے حیران ہوگئے اور اوسکو بلایا مگر وہ
نہ ملا تو اوسکے پڑوسی نے کہا کہ وہ بازاری ہے مگر اوسکو
کسی نے نہ پہچانا اور سب نے یہی کہا کہ کسی سے اوس سے
یہاں بیٹھنے کا قرار نہ تھا پھر شیخ اوسکی گفتگو سنکر اپنے گھر
واپس آئے اور جُنیدی کے گھر نہیں گئے انتہی۔

محاکمہ۔ بالجملہ یہ مسئلہ اعتقادیات سے نہیں ہے اور نہ قلب کو اس
میں کوئی فائدہ ہے زبان کو ایسی باتوں سے جس سے نقصان
پیدا ہو خصوصاً وہم عام کی طرف روکنا چاہیے کیونکہ عام لوگ
اوسکی دفع پر قادر نہیں جیسا کہ طحطاوی میں ہے میں کہتا ہوں
کہ میں بھی یہ دعویٰ نہیں کرتا کہ یہ اجماعی مسئلہ ہے بلکہ اختلافی ہے
سوا اسکے کہ میں نے قائلین نجات کے اقوال اختیار کیے جو مقام محبت کے
زائد مناسب ہیں اور محبت عین ایمان و یقین ہے خدا مجھکو اوس پر
ثابت رکھے اور خدا کا شکر ہے کہ راستی گمراہی سے جدا ہو گئی
اور خدا پروردگار عالم کے لیے حمد اور رسولوں کے لیے سلام ہے

الٰہی اس رسالہ کو بندہ غمگین و رنجور احقر افراد البشر **علی انور**
ابن صاحب سلسلہ رفیعہ علیہ قلندریہ علویہ ابی و مولائی شاہ
علی اکبر قلندر ابن مولانا شاہ **حیدر علی** قلندر سے
خاص اپنی ذات کریم اور مخصوص اقبال حضرت نبی
رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے قبول فرما فقط

سوال[۵۱] - آیا یہ عقیدہ صحیح ہے یا غلط کہ نور محمدی نور الٰہی سے پیدا ہے اور کُل چیزین نور محمدی سے موجود ہوئی ہین اور لفظ کُل اور نور کی تشریح اور کیفیت پیدایش نور مطلوب ہے - نیز اگر لفظ بحق فلان نبی و ولی کہہ کر دعا مانگی تو جائز ہے یا نہین

جواب سوال اول - یہ عقیدہ صحیح ہے علامہ قسطلانی مواہب لدنیہ کے مقصد اول مین تحریر فرماتے ہین کہ عبدالرزاق نے بسند صحیح متصل جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت کی ہے کہ اونہون نے کہا قلت یا رسول اللہ

بابی انت و امی اخبرنی عن اول شئ خلقه الله تعالیٰ قبل الاشیاء قال یا جابر ان الله

خلق قبل الاشیاء نور نبیك من نوره یعنی مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ پر میرے مان باپ قربان ہون مجھے بتائیے کہ سب چیزون سے پہلے اللہ نے کون چیز پیدا کی آپ نے فرمایا کہ اے جابر سب سے پہلے تیرے نبی کا نور پیدا کیا - اور کُل سب کا پیدا ہونا نور نبوی سے اسکو خود صاحب روضۃ الاحباب مقصد اول کتاب مین یون لکھتے ہین کہ پیش[۵۲] از شروع در ابواب این مقصد مقدمہ ذکر کردہ میشود در بیان ابتدای آفرینش و آنکہ اول مخلوق نور نبوت آنحضرت بود و سائر مکنونات ازان نور موجود اند انتہٰی - اور پھر وسی مقدمہ مین ہے کہ در کیفیت[۵۳] نور محمدی صلعم روایات متنوعہ وارد شدہ و حاصل مجموع آنہا و اللہ اعلم باین معنی راجع میشود کہ خداوند تعالیٰ بچندہزار سال پیش از آفرینش آسمان و زمین و عرش و کرسی و لوح و قلم و بہشت و دوزخ و ملک و جن و انس و سائر مخلوقات نور نبوت آنحضرت را

[۵۱] یہ سوالات بطور استفتا مولوی وکیل احمد سکندرپوری نے بذریعہ مولوی حاجی فریدالدین خان صاحب محدث کاکوروی پرہنی ریاست حیدرآباد دکن سے بھیجے تھے ۱۲ [۵۲] اس مقصد کے ابواب شروع کرنے سے پہلے ایک مقدمہ ذکر کیا جاتا ہی جو ابتدائے آفرینش کے بیان مین ہے نیز یہ کہ سب سے پہلے جو چیز پیدا ہوئی وہ نور نبوی صلعم تھا اور باقی سب چیزین اوس سے پیدا ہوئین ۱۲ [۵۳] کیفیت نور محمدی صلعم مین مختلف روایتین آئی ہین حاصل سب کا یہ ہے کہ خداوند تعالےٰ نے آسمان و زمین و عرش و کرسی و لوح و قلم و بہشت و دوزخ و ملک و جن و انس وغیرہ پیدا کرنے سے چند ہزار سال قبل نور نبوی صلعم پیدا کیا اور فضلائے عالم قدس مین اوسے تربیت فرماتا رہا کبھی سجدہ کا حکم دیتا تھا اور کبھی تسبیح و تقدیس مین مشغول رکھتا تھا اور اوسکے ٹھہراو کے لیے پردے بنائے اور ہر پردے مین مدت دراز تک اوسکو رکھا اور وہ نور ایک خاص تسبیح سے اوسکو یاد کرتا تھا پھر جب پردون سے باہر نکلا تو سانسین لینا شروع کین اون سے انبیا و اولیا و صدیقین و شہدا و مومنین و ملائکہ کی روحین پیدا کین اور اوسکی کئی قسمین کین اور اون سے عرش و کرسی و لوح و قلم و بہشت و دوزخ و مواد و اصول و آسمان و زمین و آفتاب و ماہتاب و ستارے و دریا و ہوا و پہاڑ پیدا کیے اور آسمان و زمین کو پھیلایا اور اون مین سے ہر ایک کے سات طبقہ کیے اور ہر طبقہ کو بہت سی مخلوقات کا مسکن مقرر کیا اور بہت سی کو ظاہر کیا ۱۲

آفریدہ ودر فضای عالم قدس آن نور را تربیت میفرمود گاہے بسجود فی امر میکرد وگاہے بہ تسبیح وتقدیس مشغول میداشت وبجہت مستقر آن نور حجابہا خلق فرمود ودر ہر حجابے مدتے مدید اورا نگاہ میداشت وآن نور بتسبیح خاص حضرت حق را یاد میفرمود بعد ازان کہ ازان حجب بیرون آمد نفسہا برآورد وازانفاس متبرکہ او ارواح انبیا واولیا وصدیقان وشہدا وسائر مومنان وملائک بیافرید وآن را چند قسم ساخت وازان اقسام عرش وکرسی ولوح وقلم وبہشت ودوزخ ومواد واصول وآسمان وزمین وآفتاب وماہتاب وکواکب وبحار ورياح وجبال موجود گردانید بعد ازان آسمان وزمین را منبسط ساخت وہر یکے را ازانہا ہفت طبقہ کرد وہر طبقہ را بجہت مسکن جمعے از مخلوقات مقرر فرمود وروز وشب را پدید آورد - اور جبکہ اصل تمام اشیا - نور محمدی ہے پس حامل جملہ کمالات بہی نور محمدی ہوگا کیونکہ اشیا مین ذات وصفات وکمالات سب داخل ہین ؎ تو اصل وجود آمدی از نخست + دگر ہرچہ موجود شد فرع تست - اور اسی وجہ سے آنحضرت صلعم کو نبی الانبیا وخاتم النبیین کہتے ہین کہ نبوت جملہ انبیا کی نبوت محمد صلعم سے مستفاد ہے اور سلسلہ نبوت آپکی ذات تک پہونچکر ختم ہو گیا شرف الدین بوصیری قصیدہ بردہ مین فرماتے ہین ؎ [٥١] وکلہم من رسول اللہ ملتمس + غرفا من البحر او رشفا من الدیم + وکل آی اتی الرسل الکرام بہا + فانما اتصلت من نورہ بہم - اور کنہ نور محمدی اور خلق وظہور اوسکا نور الہی سے مجہول الکیفیت ہے کہ شرع شریف اوسکے بیان سے ساکت ہے اور عقل جزوی اوسکے ادراک سے عاجز اور زیادہ غور کرنے سے سلسلہ اس بحث کا مسئلہ وحدت وجود تک پہونچتا ہے لہذا اسیقدر پر اکتفا کیا گیا پس تعبیر اوسکی سوا اسکے نہین ہوسکتی کہ اللہ تعالی نے اپنے نور سے نور محمدی پہر نور محمدی سے تمام عالم پیدا کیا انتہی اور تفسیر حسینی مین آیہ کریمہ [٥٢] قد جاءکم من اللہ نور وکتاب مبین کی تفسیر مین لکہا ہے کہ بحر الحقائق مین ہے کہ حضرت کا اسم مبارک نور اسلیے ہے کہ حق تعالے پہلی جو چیز عدم سے ظہور مین لایا وہ آپ ہی کا نور ہے کہ [٥٣] اول ما خلق اللہ نوری

[٥١] اور سب رسول اللہ سے ملتمس ہین خواہ دریا سے چلو بہر پانی ہو یا حوض کا پانی اور جس دلیل کو پیغمبران بزرگ لائے وہ آنحضرت صلعم ہی کی نور سے اونکو ملی ۱۲ [٥٢] البتہ تمہارے پاس اللہ سے نور وکتاب مبین آئی ۱۲ [٥٣] پہلی جو چیز اللہ نے پیدا کی وہ میرا نور ہے ۱۲

پھر عالم کو اوس نور کے ظہور کے لیے موجود کیا ـــــ انچہ اول شد پدید از جیب غیب بُد بود نورِ جہان او بے ہیچ ریب ـــ انتہٰی اور نور کے معنی حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی ترجمۂ مشکوٰۃ شریف مین فرماتے ہین که نور در عرفِ عام بمعنی روشنی است و نور در اسم اللہ تعالیٰ بمعنی منور است وے تعالیٰ روشن گردانندہ سمواتست بکواکب و سیارات و روشن گردانندہ زمین باولیا و انبیا و علما و مومنین و مومنات و بساتین و ریاحین و روشن گردانندہ دلہای مومنان و عارفان است بنورِ ایمان و طاعات و اخلاق و معارف و حقائق نورٌ علیٰ نور یهدی الله لنوره من یشاء و نزد خواص نور عبارت است از چیزے که ظاہر تر بر خود بود و ظاہر کنندہ غیرِ خود را و چون مقابلہ کردہ شود وجود را بالعدم پس وجود در ظہور باشد و عدم را خفا و ہیچ چیز تاریک تر از عدم و بیرون آرندہ باشد ماہیات را از ظلمتِ عدم سزاوار تر است از غیرِ خود که نامیدہ شود او را نور و وجود او نوریست که فایض است بجملہ اشیا و وجودِ ہمہ از نورِ ذات اوست انتہٰی بقدر الضرورت اور تحقیق معنی نور کے جو کچھ تفسیر آیۂ کریمہ الله نور السموات والارض مین کی گئی اوسکو حضرت امام غزالی نے اپنے رسالۂ مشکوٰۃ الانوار مین بالتفصیل بیان فرمایا ہے اوس کو دیکھنا چاہیے اور کل بمعنی سب کے ہے۔

جواب سوال دوم - دعا کا اس عبارت سے جائز ہے ملا علی قاری شرح فقہ اکبر مین لکھتے ہین کہ مین کہتا ہون کہ بھی آیا ہے کہ اللھم انی اسئلك بحق السائلین علیك وبحق ممشای الیك پس حق سے مراد حرمت ہے یا وہ حق جسکا وعدہ حق تعالےٰ نے بمقتضاے اپنی رحمت کے فرمایا ہے انتہٰی طحطاوی لکھتے ہین کہ انبیاء علیہم السلام کا حق خالق تعالےٰ پر وجوباً ثابت نہین تفضلاً و کرماً ثابت ہے

سلہ نور عام طور پر روشنی کے معنی مین ہے اور اللہ تعالیٰ کا نام نور بمعنی منور ہے اللہ تعالیٰ ہی آسمانون کو ستارون اور سیارون سے اور زمین کو انبیا و اولیا و علما و مومنین و مومنات سے اور مومنین و عارفین کی دلون کو نورِ ایمان و طاعات و اخلاق و معارف و حقائق سے منور کرنیوالا ہے اور خواص کے نزدیک نور اوس چیز سے عبارت ہے جو اپنی اوپر زیادہ ظاہر اور اپنی غیر کو ظاہر کرنیوالی ہو اور جبکہ وجود کا عدم سے مقابلہ کیا جاے تو وجود کا ظہور ہوگا اور عدم کا خفا اور جو چیز عدم سے زیادہ تاریک ہے اور ماہیات کو ظلمتِ عدم سے باہر لانیوالی ہو وہ بہ نسبت اپنی غیر کی نور کی نام سے موسوم ہونیکی زیادہ لائق ہے اور آپکا وجود وہ نور ہے جو کل اشیا پر فایض ہے اور سب کا وجود آپکے نورِ ذات سے ہے انتہٰی بقدر ضرورت ۱۲ سلہ نور ہے نور پر اور اللہ اپنی نور کی طرف جسکو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے ۱۲ سلہ اللہ آسمان و زمین کا نور ہے ۱۲ سلہ یا اللہ مین تجھسے سوال کرتا ہون بحق سائلین جو تجھسے ہین اور بطفیل اپنی اوس سلوک کے جو تیری طرف ہے

یہانتک کہ ازراہِ کرم حق سائلین بہی ثابت ہے چنانچہ حصن حصین مین حدیث ثابت ہے[٥١] اللھم انی اسئالك بحق السائلین علیك اور اگر حق حرمت اور عظمت و وجاہت مراد لیجیے تا بطریق وسیلہ درست ہے قال اللہ تعالیٰ وابتغوا الیہ الوسیلة[٥٢] انتہے اور بحق نبی دعا مین بمعنی وسیلہ کے کہنا تعلیم آنحضرت صلعم سے بہی ثابت ہے حیث علم اللھم انی اسئالك واتوجہ الیك بنبیك محمد[٥٣] نبی الرحمة انتہے اور دعا کرنا حضرت آدم علیہ السلام کا واسطے قبول توبہ کے باین عبارت کہ اسئالك بحق محمد الا غفرت لی خود کتب تفسیر و حدیث مین موجود ہے پس اس سے بہی حق تفضلی مراد ہے نہ حق ایجابی اور اسی قبیل سے ہے جو اللہ تعالےٰ نے جابجا قرآن مجید مین فرمایا ہے[٥٤] وکان حقا علینا نصر المؤمنین وکتب ربکم علی نفسہ الرحمة وکان علیٰ ربك حتما مقضیا وغیرھا من الآیات۔ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز تفسیر فتح العزیز مین تحریر فرماتے ہین کہ در کتب[٥٥] فقہ مذکور است کہ دعا کردن بحق کسے مکروہ است زیرا کہ کسے را بر خدا حقے نمی باشد و تفصیل مقام آنست نزد معتزلہ کہ افعال عباد را مخلوق عباد میدانند جزائے آن افعال حق حقیقی بندگان است و بر مذہب اہل سنت وجماعت افعال عباد مخلوق خدا اند پس عباد را بسبب آن افعال حقے ثابت نیست حقیقتا بلکہ وعدا و جعلا چنانچہ در حدیث صحیح آمدہ است کہ من آمن باللہ ورسولہ واقام الصلوٰة وصام رمضان کان حقا علی اللہ ان یدخلہ

---

[٥١] یا اللہ مین تجہسے سوال کرتا ہون بحق سائلین جو تجہپر ہے ١٢ [٥٢] اللہ تعالےٰ نے کہا کہ اور پکڑو تم اوسکی طرف وسیلہ ١٢ [٥٣] جیسا کہ سکہلایا اے اللہ مین تجہسے سوال کرتا ہون اور تیری طرف بذریعہ تیرے نبی محمد نبی الرحمة کے متوجہ ہوتا ہون ١٢ [٥٤] اور تہا حق ہمپر ایمان والون کو مدد دینا ١٢۔ اور تمہارے رب نے اپنی ذات پر رحمت کو فرض کیا ١٢۔ اور تہا تیرے رب پر عہد پورا ہونے والا ١٢ [٥٥] کتب فقہ مین مذکور ہے کہ کسی کے حق سے دعا مانگنا مکروہ ہے اس لیے کہ کسی کا خدا پر حق نہین تفصیل مقام یہ ہے کہ معتزلہ کے نزدیک جو بندون کے افعال کو بندون کا مخلوق جانتے ہین اون افعال کی جزا بندون کا حقیقی حق ہے اور بر مذہب اہل سنت وجماعت بندون کے افعال خدا کے مخلوق ہین پس حقیقتا بندون کا اون افعال سے کوئی حق ثابت نہین بلکہ بطور وعدہ چنانچہ حدیث مین آیا ہے کہ جو اللہ پر ایمان لایا اور اوس کے رسول پر اور نماز قائم کی اور رمضان کے روزے رکہے

الجنة هاجر فی سبیل الله او جلس فی ارضه التی ولد فیها - و نیز در حدیث صحیح از حضرت معاذ
بن جبل آمده هل تدری ما حق العباد علی الله الخ - پس انچه در روایت توبه حضرت آدم علیہ السلام
آمده است محمول بر همان حق جعلی و تفضلی است و انچه در کتب فقه ممنوع است حق حقیقی است و از بسکه
در سابق مذهب معتزله رواج بسیار میداشت و استعمال این لفظ موهم مذهب ایشان میشد فقها مطلقاً
از استعمال این لفظ منع نموده تا خیال کسے بآن مذهب نرود این است انچه درین مقام
موافق قرار داد علماے ظاهر است و اهل تحقیق چنین گفته اند که هر یک از اکمل بنی آدم را باعتبار
صورت کمالیه او اسمی است از اسماے الٰهی که تربیت او میفرماید پس سوال بحق کاملے از کاملان
اشاره بآن اسم است اگر شخصے در وقت استعمال این لفظ ملاحظه این معنی نماید قطعاً ملام و معاتب
نیست انتهی والله اعلم بالصواب فقط

۴ تو اللہ پر حق ہوگا کہ وہ اوس کو جنت مین داخل کرے فی سبیل اللہ ہجرت کی یا وہین مقیم رہا جہاں پیدا ہوا -
نیز حدیث صحیح مین حضرت معاذ بن جبل سے مروی ہے کہ کیا جانتے ہو کہ بندون کا حق اللہ پر کیا ہے پس روایت توبہ
حضرت آدم علیہ السلام مین جو کچھہ آیا ہے وہ اوسی حق جعلی تفضلی پر محمول ہے اور کتب فقہ مین جو ممنوع ہے وہ حق حقیقی ہے
چونکہ پہلے زمانہ مین مذہب معتزلہ بہت رائج تہا اور اس لفظ کا استعمال اونکے مذہب کا وہم دلاتا تہا تو فقہانے اس
لفظ کے مطلقاً استعمال کو منع کر دیا تاکہ کسی کا خیال اوس مذہب کی طرف نہ جائے یہ ہے جو یہان پر موافق قرار داد
علماے ظاہر کے ہے اور اہل تحقیق نے ایسا کہا ہے کہ ہر ایک اکمل بنی آدم کا باعتبار اپنی صورت کمالیہ کے اسماے
الٰہی سے ایک اسم ہے جو اوس کی تربیت فرماتا ہے پس کاملین مین سے کسی کامل کے حق سے سوال کرنا اشارہ
اوس اسم سے ہے اگر کوئی شخص اس لفظ کے استعمال کے وقت اس معنی کا لحاظ کرے تو ہرگز قابل ملامت
و عتاب نہین ہے ۱۲ فقط

صحت نامہ رسالہ الدر التیم فی ایمان آباء نبی الکریم

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۷	۲م	العزہ	العزۃ
〃	۳م	نزہم	نزھہم
۲۵	۳م	مضافاً	مضافاً
〃	۷ات	ی سے	ہی سے
〃	۸ات	ون سے	اون سے
۲۸	۱۰ت	جالی ہے	جاتی ہے
۳۵	۱۸م	اسلاہما	احدہما
〃	۱۵ات	اسے	استھے
۳۷	۱۹م	فخبطوا	فخبطواو
〃	۱۹ات	جبط	خبط
۴۳	۱۷م	جومنعوا	ومنعوا
۴۷	۱۳م	من یبلغہ	من لم یبلغہ
〃	۱۵م	انہ	انہم
〃	۲ت	کلام	کلام مبین

اشتہار

تالیفات حضرت مؤلف کتاب ہٰذا

تحریر الانور فی تفسیر القلندر - فارسی - مطبوعہ ریاست رامپور ...... قیمت ۴

الفیض التقی فی حل مشکلات ابن العربی - فارسی - مطبوعہ ریاست رامپور - قیمت ۸

کشف الدقائق عن رموز الحقائق - فارسی مع ترجمہ - مطبوعہ ریاست رامپور - قیمت ۸

فاتح الابصار - فارسی مع ترجمہ - مطبوعہ ریاست رامپور - - قیمت ۴

زواہر الافکار شرح جواہر الاسرار - فارسی مترجم - مطبوعہ اصح المطابع لکھنؤ - - قیمت ۱۰

القول الموجہ فی تحقیق من عرف نفسہ فقد عرف ربہ - فارسی مطبوعہ آسی پریس لکھنؤ قیمت عہ

انتصاح عن ذکر اہل الصلاح - فارسی - مطبوعہ آسی پریس لکھنؤ ..... قیمت ۴

الدرۃ البیضا فی تحقیق صداق فاطمۃ الزہرا - اردو - مطبوعہ اصح المطابع لکھنؤ - قیمت ۸

احسن الافادۃ لارباب الارادۃ معروف برسالہ بیعت نے وجہ بافرحج - اردو - مطبوعہ گلشن ابراہیمی قیمت ۲

المشتہر

قاضی محمد انتظام علی خان - محلہ قاضی گڈھی کاکوری ضلع لکھنؤ